Regd No. LW/NP 56

Phone : 42948, 49747

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India)

مشرق کے ۲ بہترین روح پرور عطریات جو اپنی بھینی بھینی خوشبو کے لئے مشہور ہیں!

عطر مجموعہ ۹۶ رجسٹرڈ

ATTAR MAJMUA 96

عطر نسیم رجسٹرڈ

ATTAR NASEEM

حامی اینڈ کمپنی پرفیومرس جامع مسجد بمبئی ۲

HAMI & CO. Perfumers

Juma Masjid, BOMBAY-2 (INDIA)

PREMIER ADVERTISERS

مجلس تشخیص و تجویز کو اپنی بیماری کے حالات لکھ کر طبی مشورہ مفت حاصل کیجئے

جہاد نواب بی ٹانک

شربت نزلہ — کھانسی، زکام، نزلہ کے لئے

دماغین

خون صفا

چند مشہور اور پیٹنٹ دوائیں

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی، علیگڈھ

سوداگر مکسچر کے اسپشلسٹ

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

44, Haji Building, S. V. Patel Road,
Null Bazar, BOMBAY. 3.
Tele : Add. CUPKETTLE
Phone { SHOP: 862220 RESI: 898684

۴۴۔ حاجی بلڈنگ، ایس، وی، پٹیل روڈ
نل بازار
بمبئی ۳

لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

زرِ تعاون!

ہوائی ڈاک

جلد نمبر ۱۹ | ۲۵ ستمبر ۱۹۸۲ء — ۶ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ | شمارہ نمبر ۲۲

اداریہ:

ابو العرفان ندوی

سب بے بس ہیں خدا کی قدرت کے سامنے

اس وقت ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست اترپردیش کے تین چوتھائی اضلاع اور علاقے سیلاب کی تباہ کاریوں کی زد میں ہیں، اخبارات اور ریڈیو سے جو خبریں مل رہی ہیں وہ بہت ہی پریشان کن اور بھیانک ہیں کروڑوں اور اربوں کی املاک کی تباہی و بربادی اور ہزاروں انسانوں کی موت اور لاکھوں انسانوں کی پریشانیاں اس وسیع سیلاب کی منحوس دین ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ انسان ان سب مصائب و تکالیف کے آگے اسی طرح بے بس ہے جس طرح آج سے سَو سال پہلے جبکہ سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی اور قدم قدم پر اس کی تنصیبات وجود میں نہیں آئی تھیں۔ سمجھا یہ جاتا ہے کہ سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں انسانی ترقی نے انسانی زندگی کے بہت سے مشکل مسائل کو حل کردیا ہے اور انسان نے عالمِ طبعی کے ان ہلاکت خیز اسباب پر قابو پالیا ہے جو انسانوں کی زندگی کو دوبھر کئے ہوئے تھے، لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کیا واقعہ بھی ایسا ہی ہے؟ خود اس سیلاب کے معاملہ میں صورتِ حال یہ ہے کہ اب جس قدر کم وقفہ سے یہ ناگہانی مصیبت آتی ہے ماضی کی تاریخ میں ہمیں ایسی صورتِ حال کا علم نہیں کیا سو سال پہلے ہندوستان میں سیلابوں کے آنے کا یہی تناسب تھا جو آج ہے اور جانی و مالی نقصان کا بھی وہی تناسب ہے جو پہلے تھا، اگر موازنہ کیا جائے تو جواب صاف ہے کہ ماضی میں اس قدر جلدی جلدی اور اس قدر شدید سیلاب نہیں آتے تھے، یقیناً یہاں کوئی ایسی بات ہے جو سائنس اور ٹکنالوجی کی گرفت سے باہر معلوم ہوتی ہے اور انسانی کوششوں اور اس کی ذہانت اور اس کے تجربہ کے ناقص ہونے کا پتہ دیتی ہے اور یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ دنیا میں انسان ہی سب کچھ نہیں ہے اور تجربہ و سائنس ترقی کی بڑی سے بڑی معراج پر پہنچ جائے تب بھی حیاتِ انسانی کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے۔

بحیثیت ایک مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے اور اس پر عمل ہونا چاہیئے کہ حوادث کا خالق اور پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اس کی تکوینی مصلحتوں کو انسان نہیں سمجھ سکتا ہے اس لیے اسباب اور تدابیر کو ایک درجہ میں اختیار کرتے ہوئے اس ذات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے جس کی مشیت و ارادہ سے ہر چیز اس عالم میں ظاہر و موجود ہوتی ہے۔ انابت، اخبات و تضرع اور دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے ان مصائب کے دور ہونے کی درخواست کرنی چاہیئے۔

ان مصائب کا اصل علاج یہی ہے، تدابیر و وسائل کو مؤثر حقیقی سمجھنا اور اپنا سارا وقت اسی میں لگا دینا نہ صحیح ہے اور نہ نافع۔ کلام اللہ اور احادیث صحیحہ سے بھی ہمیں یہی ہدایت ملتی ہے۔ فلما رأوه عارضا مستقبل اودیتهم قالوا هذا عارض ممطرنا۔

اور دوسری آیت سآوی الی جبل یعصمنی من الماء۔

خدا ناشناس معاشرہ اور جماعتوں کی بولی ہوتی ہے اور ایسے معاشرہ اور جماعتوں کا بکھر جانا یقینی ہوتا ہے اس لئے ایسے وقت ہمیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زائد سے زائد حضوری حاصل کریں اور انتہائی خشوع و خضوع تواضع و تضرع اخبات و انابت کے ساتھ اس طرح کی آفات ارضی و سماوی سے محفوظ و مامون ہونے کی دعا کریں۔ اسباب اور تدابیر پر اعتماد اور اس پر قابو پانے کی کوشش سے زیادہ بہتر ہے کہ خالق اسباب اور ——— خالق تدابیر پر اعتماد کیا جائے اور اس سے انابت و استغفار کے ساتھ ان مصائب سے محفوظ ہونے کی دعا کی جائے۔

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ بیس روپے ارسال فرمایئے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی۔ پی ہی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی۔ پی خرچ Rs. 24/25 کے مطالبہ میں وی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

(بشکریہ آل انڈیا ریڈیو)

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا

مولانا سعید الاعظمی ندوی، ایڈیٹر البعث الاسلامی

ہزاروں سال پہلے جب دنیا تمدن کے نقطہ سے بھی نا آشنا تھی اور زندگی گزارنے کے آداب اور طور طریقے انسانوں کی دسترس سے باہر تھے اس وقت بھی اس دنیا میں زندگی کو کامیابی اور خوشحالی سے ہمکنار کرنے کا جذبہ موجود تھا اس جذبہ کو بروئے کار لانے کے لئے انسانوں نے اپنی اپنی بساط کے مطابق کوششیں کیں، کسی نے دوسروں کو خوش کر کے اپنے اس جذبہ کو تسکین دی، کسی نے دوسروں پر اعتماد کر کے کامیابی حاصل کی، اور کسی نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر اپنے آپ کو کامیابی اور خوشحالی کا حق دار قرار دیا، لیکن ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ تھی جنھوں نے کامیابی حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ پر اعتماد کیا اور اپنی ذاتی کوشش و طاقت کی بنیاد پر کامیاب انسان بنے، انھوں نے اس راہ میں کبھی اپنا قیمتی وقت لگایا کبھی اپنے مال و متاع کو صرف کیا کبھی اپنی خواہشات کو قربان کیا، اور کبھی اپنی محبوب اولاد اور اپنی عزیز جان کو اس راہ میں پیش کر دیا، اور کامیابی نے ان کے قدم چومے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ آج سے تقریباً تین ہزار آٹھ سو سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا، انھوں نے اپنے پروردگار سے تعلق قائم کیا تو اپنے ماحول سے، اپنے گھر بار اور اپنے ماں باپ سے منہ موڑ کر وہ اپنے مالک کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگ گئے، اور سب سے الگ ہو کر اپنی راہ الگ بنالی۔ وہ ہر قیمت پر اپنی زندگی کو کامیابی سے ہمکنار کرنا چاہتے تھے، وہ زمانہ کی رَو سے ہٹ کر ایسا راستہ اختیار کر رہے تھے جو قربانیوں کا راستہ تھا جہاں کسی بڑے مقصد کے حصول کے لئے ماحول، خاندان اور مال و دولت سے لیکر اولاد تک قربان کر دینے میں کوئی تردد نہیں ہوتا، انھوں نے ماحول سے بغاوت کا اعلان کیا اور حق کی راہ میں ہر طرح کی آزمائش کے لئے تیار ہوئے وہ اپنے ارادہ میں اتنے پختہ تھے کہ ان کی قوم نے ان کو آگ میں ڈالا تاکہ وہ اس عقیدہ کو چھوڑ دیں۔ انھوں نے آگ میں جل کر مقصد پر قربان ہو جانا قبول کر لیا اور اپنی قوم کی راہ پر واپس جانا منظور نہیں کیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آگ کا الاؤ ان کے لئے گل و گلزار بن گیا اور ان کو سزا دینے والی قوم اس منظر کو دیکھ کر حیران رہ گئی، شاعر نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا ؎

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلیل اللہ کا لقب عطا فرمایا اور اس لقب کو مزید پختہ کرنے اور ان کے عقیدہ محبت کو زیادہ سے زیادہ استوار کرنے کی خاطر خواب میں ان کو حکم دیا کہ تم اپنے لخت جگر اسمٰعیل کو خدا کی راہ میں قربان کر دو، خلیل اللہ نے اپنے فرزند کو خوشخبری دی کہ تم کو خدا کی راہ میں قربان ہونا ہے، اور وہ ان کو لیکر ایک سنسان مقام کی طرف روانہ ہوئے تاکہ محبت کی قربان گاہ پر ان کو بھینٹ چڑھا دیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام محبت کے امتحان میں کامیاب ہوئے، آزمائش نے ان کو کامیابی کی مبارکباد دی اور قربانی کی چھری بچے کے گلے پر چلنے کے بجائے دنبے کی گردن پر چلی، بلکہ درحقیقت خواہشات نفس کی گردن پر، باطل اور ظالم ماحول کی گردن پر، غیر اللہ کی محبت پر چلی، شیطان رسوا ہوا اور ایمان کی جیت ہوئی۔ حضرت ابراہیمؑ کی یہ ادا ان کے رب کو اتنی پسند آئی کہ سنت ابراہیمی کے نام سے اس کو زندہ جاوید بنا دیا، اور ابراہیم کے جاننے والوں پر قیامت تک کے لئے اس کو زندہ رکھنے کا حکم صادر فرمایا اور سال میں ایک مرتبہ ذی الحجہ کی دس کو اس سنت کی یادگار منانے کے لئے جانوروں کی قربانی واجب قرار دیدی گئی۔

یہی وہ قربانی ہے جو عید الاضحیٰ کے دنوں میں پوری دنیا میں کی جاتی ہے اور اس بنا پر اس عید کو ہم عید قرباں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کی تصویر کچھ اس طرح کھینچی ہے۔

فلما اسلما وتلہ للجبین و نادیناہ أن یا ابراہیم، قد صدقت الرؤیا، انا کذالک نجزی المحسنین، ان ہذا لہو البلاء المبین وفدیناہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الآخرین، سلام علی ابراہیم کذالک نجزی المحسنین

(الصّٰفّٰت ۱۰۲ ـ ۱۱۰)

"جب وہ دونوں (ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام) اللہ کے حکم کے سامنے سرنگوں ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا (تاکہ گردن پر چھری چلا دیں) اور اسی وقت ہم نے ان کو آواز دی کہ اے ابراہیم تم نے اپنا خواب پورا کر دکھایا، اور ہم اسی طرح اپنے وفادار اور سچے بندوں کو بدلہ دیتے ہیں، تم اچھی طرح جان لو کہ یہ ایک بڑی آزمائش ہے، پھر ہم نے ان کو ایک قربانی فراہم کر دی (دنبے کے ذریعہ) اور ان کا ذکر خیر بعد میں آنے والوں کے لئے باقی رکھا، سلامتی ہو ابراہیم پر، اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں)

ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ دراصل مادیت کے عروج کا دور تھا لوگ اس وقت سوائے مادیت کے کسی اور چیز سے واقف ہی نہیں تھے، اس پر تقدس اور عقیدت کا ایسا رنگ چڑھ چکا کہ اس نے خدا کا درجہ حاصل کر لیا تھا، اور خدا کا تصور دلوں سے نکل چکا تھا، جو کچھ دنیا میں ہو رہا تھا وہ سب انسانی طاقت اور مادیت کا کرشمہ سمجھا جاتا تھا، ہر طرف نفس پرستی کا چرچا تھا، اور انسان اپنے مقام سے بہت نیچے گر چکا تھا، وہ اخلاق کی دولت سے محروم اور ایمان کی نعمت سے نا آشنا تھا، ایسے سنگین ماحول میں ابراہیم نے انقلاب کا نعرہ بلند کیا، نفس پرستی کے خلاف آواز اٹھائی اور ایک خدا کے سامنے جھکنے، اس کی عبادت کرنے اور اس کے لئے جینے اور مرنے کی دعوت دی اور اعلان کیا کہ :-

"ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین۔" (الانعام)

(میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا سب اسی خدا کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کا مجھ کو حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا اسلام لانے والا ہوں)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی قربانیوں کا ایک سلسلہ ہے لیکن جو قربانی سنت ابراہیمی کے طور پر عید الاضحیٰ کے دنوں میں انجام پاتی ہے، وہ اصل میں رمز ہے اس بات کا کہ انسان اپنے خدا کے سامنے ایک تابعدار بندہ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اس کی ہر چیز حتیٰ کہ اس کی جان اس کا مال اس کی اولاد بھی خدا کی ملکیت ہے وہ جب چاہے اسے واپس لے سکتا ہے اور جب بندہ کے دل میں یہ بات جاگزیں ہو جائے کہ اصل اطاعت اسی وقت متحقق ہو سکتی ہے جب انسان اپنی زندگی کے سارے معاملات اور ذرہ ذرہ کو خدا کی اطاعت و بندگی کے حوالے کر دے اور ہر حال میں شکر گزار بن کر رہے، اس وقت وہ ایک مثالی انسان قرار پاتا ہے اور اپنے ماحول کے لئے نمونہ بنتا ہے۔

قربانی کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ ہم عید الاضحیٰ کے موقع پر کوئی جانور ذبح کر کے یہ سمجھ بیٹھیں کہ کام پورا ہو گیا بلکہ قربانی دراصل نام ہے اللہ کے حکم کی بجا آوری، اس کے نبی کی سنت سمجھ کر صدق دل اور رضائے الٰہی کی نیت سے خون کا تحفہ پیش کرنا، خود قرآن میں قربانی کا یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ،

"لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم" (سورہ حج)

(اللہ کو قربانی کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں خدا کا خوف اور لحاظ پیدا ہو)۔

بہت سے لوگ قربانی کے بارے میں غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ جانور ذبح کر لینا ہی اصل مقصود ہے اور اس کے بغیر عید کی خوشی مکمل نہیں ہو سکتی، کچھ لوگ عید کی خوشی سے زیادہ قربانی کے گوشت سے خوش ہوتے ہیں ان کے نزدیک عید کے لوازمات میں بندگی اور اخلاص کا اظہار داخل ہی نہیں ہے، وہ صرف نئے کپڑے پہننے عمدہ کھانے اور سیر و تفریح میں وقت گزارنے ہی کو اصل عید کی خوشی سمجھتے ہیں، حالانکہ قربانی کا صحیح مفہوم اگر ان کے ذہنوں میں ہو تو وہ زیادہ سے زیادہ اظہار بندگی اور خاکساری کو خدمت خلق اور دوسروں کو خوش کرنے غریبوں کی مدد کرنے اور حاجتمندوں کی ضرورت پوری کرنے کو قربانی کے مرادف تصور کریں۔

قربانی ہمیں بتاتی ہے کہ انسان کی زندگی مسلسل کاوشوں کا نام ہے، مسلسل جد و جہد اور پیہم نشاط و حرکت کا نام ہے، مقصد جتنا عظیم الشان ہوگا قربانی بھی اسی قدر بڑی ہوگی، اور جد و جہد کا ساز بھی اسی کے مطابق ہوگا، جو لوگ مقصدیت کی روح سے معمور ہوتے ہیں وہ قربانی کے جذبہ سے بھی بھرپور ہوتے ہیں، جن قوموں نے دنیا کی تاریخ میں شاندار اضافے کئے ان کی تاریخ قربانی کے بڑے بڑے واقعات سے معمور ہے اور ان کے کارنامے تاریخ کے صفحات پر ثبت ہیں۔

کسی بھی فاتح قوم کو لے لیجئے اور اس کے افراد کی زندگیوں کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ وہ کتنے اولوالعزم تھے کتنے مخلص تھے اور اطاعت و قربانی کا جذبہ ان کے اندر کس طرح رچا بسا ہوا تھا اسی لئے ان کے حوصلے ہمیشہ بلند رہے اور ان کا عزم ہمیشہ جواں رہا اور ان کے کارنامے نہایت حیرت انگیز ثابت ہوئے، شاعر نے انھیں کے بارے میں کہا ہے ؎

اولوالعزمان دانشمند جب کرنے پہ آتے ہیں
سمندر پاٹتے ہیں کوہ سے دریا بہاتے ہیں

قربانی کا مفہوم اگر مقصد کی راہ میں قربان ہونے اور بڑے مقصد کے حصول کے لئے محبوب سے محبوب ترین چیز کو خرچ کر دینے کا نام ہے، تو یہ مفہوم نیت کی سچائی اور ارادہ کی پختگی اور جد و جہد میں اخلاص و دیانتداری سے حاصل ہو سکتا ہے بشرطیکہ ہم اپنی زندگی کے تمام گوشوں کو ان خوبیوں سے مزین کریں اور پوری جرأت و بیباکی کے ساتھ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کر کے ان کو ختم کرنے کا عہد کریں اور قربانی کے سچے جذبہ سے اپنے دلوں کو معمور کریں تاکہ زندگی میں خوشی اور امن و عافیت کی فضا پیدا ہو، اور عزت و عظمت کی بلندی تک پہونچکر دنیا میں زندہ قوموں کی طرح زندہ رہنے کا حق حاصل کر سکیں۔

بقیہ ص ۱۳

تفریق کے سلسلہ میں علمی انداز میں بحث کی ہے۔

اسکے بعد مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی نے فقہ کی اہمیت پر مقالہ پیش فرمایا، مولانا نے فقہ کی تعریف، موضوع اور غایت پر تفصیل سے بحث کی اور قدیم مصنفین کی پیروی کرتے ہوئے جامع و مانع تعریفات اختیار کیں، اور تعریفات کے اندر حلیہ شروط و قیود کے فوائد پر روشنی ڈالی۔

اسکے بعد مولانا نے ادلہ شرعیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ادلہ شرعیہ اصولی حیثیت سے تین ہیں (۱) قرآن (۲) سنت (۳) اجماع اور قیاس کی حیثیت مستقل دلیل کی نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد انہیں تینوں دلیلوں پر ہے، مولانا نے ان میں سے ہر ایک کی تعریف کرتے ہوئے علماء کے اختلافات ذکر فرمائے، مقالہ بہت پسند کیا گیا اور لوگوں نے اس کی افادیت محسوس کی۔

اس مجلس میں تیسرا مقالہ مولانا سلمان صاحب حسینی ندوی پیش فرمانے والے تھے، لیکن وقت کی قلت کے باعث پیش نہ فرما سکے انشاء اللہ آئندہ پروگرام میں پیش فرمائینگے

اس کے بعد سکریٹری کلیۃ الشریعۃ مولانا سلمان حسینی ندوی نے جلسہ کے اختتام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بار بار یہ مبارک مجلس منعقد کرنے کی توفیق دے۔

سیلاب

ہمارے اکثر قارئین کو معلوم ہوگا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء گومتی ندی کے بائیں کنارے پر قائم ہے یہ ندی اگرچہ اتر پردیش کی چھوٹی ندیوں میں شمار کی جاتی ہے لیکن ماہ ستمبر اور ماہ اکتوبر کے ابتدائی حصہ میں دو ایک سال کے وقفہ کے بعد اس میں سخت سیلاب آتا ہے جس کے نتیجہ میں دارالعلوم کی عمارت میں پانی آجاتا تھا ادھر آٹھ دس سال سے ندی اور دارالعلوم کی عمارت کے درمیان ایک بندھ بنا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے اب پانی کی روک ہے ان دنوں بھی گومتی میں شدید سیلاب آیا ہوا ہے جس کی خبریں اخبارات میں برابر آ رہی ہیں مختلف دریاؤں میں سیلاب کی وجہ سے بندھوں کے ٹوٹنے کی اطلاعات آتی رہتی ہیں اس لئے دارالعلوم کے سامنے جو بندھا ہے اس کے بارے میں بھی ہم لوگوں کو وقتاً فوقتاً تشویش ہوتی رہتی ہے۔

ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے دارالعلوم محفوظ رہے اور اسکے باشندے سامان و سکون کے ساتھ اپنے علمی و دینی فرائض انجام دیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی دامت برکاتہم کا وطن رائے بریلی ہے اسکا مستقر دائرہ شاہ علم اللہ ہے جس کو عرف عام میں تکیہ کلاں کہتے ہیں اس بستی کی مسجد کے نیچے سے اتر پردیش کی ایک دوسری ندی سئی بہتی ہے اس میں بھی ان دنوں سخت سیلاب آیا ہوا ہے۔

مسجد اور آس پاس کے سارے مکانات میں پانی بھر گیا ہے اب تک کی اطلاع کے مطابق پانی میں اضافہ ہے ٹھہراؤ اور کمی نہیں ہے حضرت مولانا دامت برکاتہم قریب کی بستی میدان پور کے مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم میں منتقل ہو گئے ہیں لیکن یہ بستی بھی پانی سے محصور ہے اور رائے بریلی شہر سے کٹ گئی ہے شہر جانے کے لئے کشتی سے تین چار فرلانگ کی مسافت طے کرنی پڑتی ہے اس بستی کے باشندے اور اس سے متصل بعض بستیوں کے باشندے سخت پریشان ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی

مندرجہ ذیل عربی کتابیں ہمارے مکتبہ میں دستیاب ہیں

ساری کتابیں بیروت کی چھپی ہوئی آخری ایڈیشن کی ہیں۔

۱۔ اذا هبت ریح الایمان	قیمت	32/75
۲۔ الارکان الاربعة فی الاسلام	〃	49/=
۳۔ ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین	〃	40/75
۴۔ التفسیر السیاسی للاسلام	〃	19/50
۵۔ روائع اقبال	〃	24/25
۶۔ الصراع بین الفکرة الاسلامیة والفکرة الغربیة	〃	40/75
۷۔ الصراع بین الفکرة الایمان المادیة	〃	16/35
۸۔ شیخ الاسلام الحافظ ابن تیمیه	〃	49/=
۹۔ روائع من أدب الدعوة	〃	19/50

ملنے کا پتہ

مکتبہ فردوس مکارم نگر (برولیا) لکھنؤ

محمد محمود صواف

نیکوکار بندوں کی موت اس شان سے آتی ہے

ترجمہ: شمس الحق ندوی

عذاب قبر اور اس کا راحت و آرام غیب کی ان باتوں میں ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس دنیا کے لئے عمل اور تیاری حیات انسانی کا مقصد اولین ہے۔ اس سلسلہ کی سب سے مفصل روایت وہ ہے جس کو حافظ ابویعلی موصلی نے اپنی مسند میں تمیم بن اوس داری کے حوالہ سے بیان کی ہے، وہ روایت درج ذیل ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موت کے فرشتہ سے فرماتا ہے کہ تم میرے نیک بندے فلاں بن فلاں کے پاس جاؤ، میں نے اس کو رنج و خوشی دونوں حال میں آزمایا اور پرکھا ہے وہ ایسا ہی ثابت ہوا جیسا میں پسند کرتا ہوں تم اس کو میرے پاس لاؤ میں اس کو آرام و راحت دوں گا، آقا کا حکم پاکر فرشتۂ موت پانچ سو فرشتوں کے ہمراہ جنکے ساتھ کفن اور جنت کی خوشبو (حنوط) اور خوشبودار پھولوں کی تھال ہوتی ہے۔ اور تیز خوشبودار مشک میں بسا ہوا سفید ریشم ہوتا ہے اس نیک بندے کے پاس جاتا ہے، یہ فرشتہ اللہ کے اس نیک بندے کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور دیگر فرشتے چاروں طرف سے اس کے گرد حلقہ بنا لیتے ہیں اور ہر فرشتہ اس شخص کے کسی عضو پر ہاتھ رکھ دیتا ہے پھر یہ سفید ریشم اور مشک اس کی ٹھڈی کے نیچے ڈال دیا جاتا ہے اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کی روح کو جنت کی نعمتوں سے اس طرح بہلایا جاتا ہے جس طرح روتے ہوئے بچے کو اس کے گھر والے بہلاتے ہیں۔ اور فرشتۂ موت کہتا ہے اے پاکیزہ روح تو بے کانٹے کی بیری، تہہ بہ تہہ کیلوں، دور تک پھیلے ہوئے سائے اور پانی کے جھرنوں میں چل، آپ نے فرمایا: فرشتۂ موت اس شخص کے ساتھ مہربان ماں سے بھی زیادہ شفیق ہوتا ہے، اس کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ روح اپنے رب کو محبوب اور پیاری ہے، لہٰذا وہ اس روح کے ساتھ اپنے لطف و مہربانی کے سلوک میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوتا ہے، اس بندہ کی روح اس آسانی کے ساتھ نکل جاتی ہے جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے (کہ نہ آٹے کی ہیئت میں کچھ فرق آتا ہے اور نہ بال پر آٹے کا اثر ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ۔ (نحل ۳۲)

(ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جب فرشتے ان کی جانیں نکالنے لگتے ہیں اور یہ (کفر و شرک) سے پاک ہوتے ہیں۔

آگے فرمایا:

"فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنة نعیم"۔ (واقعہ - ۸۸)

(پھر اگر وہ (خدا کے) مقربوں میں سے ہے تو (اس کے لئے) آرام اور خوشبودار پھول اور نعمت کے باغ ہیں)۔

جب فرشتۂ موت اس کی روح قبض کر لیتا ہے تو روح جسم سے کہتی ہے، خدا تمہیں میری طرف سے اچھا بدلہ دے کہ تو مجھے لیکر اللہ کی اطاعت کی طرف تیزی سے لپکتا تھا اور اللہ کی نافرمانی سے دور رہتا تھا، خود بھی محفوظ رہا مجھے بھی نجات دیا اور شر سے بچایا، پھر جسم روح سے اسی طرح کی بات کہتا ہے اور اس شخص پر زمین کے وہ تمام حصے جہاں یہ خدا کی عبادت کرتا تھا روتے ہیں اسی طرح آسمان کے وہ تمام دروازے جن سے اس کا عمل نیک اوپر جاتا تھا اور جن سے اس کا رزق نازل ہوتا تھا روتے ہیں، جب فرشتۂ موت اس کی روح قبض کر لیتا ہے، تو پانچ سو فرشتے اس کے جسم کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں اور غسل دینے کے وقت انسانوں سے قبل یہ فرشتے اس میت کا پہلو بدل دیتے ہیں، اور انسانوں کے کفن پہنانے سے قبل اس کو کفن پہنا دیتے ہیں، اور اس کے گھر سے لے کر قبر تک فرشتے دو رویا کھڑے ہو جاتے ہیں اور استغفار سے اس کا استقبال کرتے ہیں، اس وقت ابلیس چیخ چیخ کر اپنے کارندوں سے کہتا ہے، تمہارا ستیاناس ہو یہ تم سے کس طرح بچ نکلا وہ جواب دیتے ہیں کہ خدا کی طرف سے اس کی حفاظت ہو رہی تھی،

اس کے بعد جب فرشتۂ موت اس کی روح کو لیکر آسمان پر چڑھتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں، اور ہر فرشتہ اس پاک روح کو اللہ کی طرف سے ایسی خوشخبری دیتا ہے جو پہلے فرشتے کی خوشخبری سے الگ ہوتی ہے، (یعنی طرح طرح کی خوشخبریاں ملتی ہیں) اور جب فرشتۂ موت اس پاک روح کو لیکر عرش پر پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتے ہیں، میرے بندے کی روح کو بے کانٹے کی بیریوں، تہہ بہ تہہ کیلوں، دور تک پھیلے ہوئے سایہ اور جھرنوں (کے پر بہار و راحت بخش جگہ) میں داخل کر دو، پھر جب وہ بندہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے دائیں طرف نماز کھڑی ہو جاتی ہے اور روزہ بائیں طرف کھڑا ہو جاتا ہے، اور قرآن کریم سر کے پاس آجاتا ہے، اور صبر بھی قبر کی ایک سمت میں آکر کھڑا ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس عذاب کو بھیجتا ہے، نماز کہتی ہے دور رہو، اللہ کا یہ نیک بندہ عمر بھر عمل میں مشغول رہا، جب قبر میں پہنچا تو اسے راحت ملی ہے۔ کیوں نہ میر کا شعر پڑھ لیجئے ؎

سرہانے میر کے آہستہ بولو!
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

پھر عذاب بائیں طرف سے آتا ہے تو روزہ بھی وہی کہتے ہیں جو نماز نے کہا، اس کے بعد عذاب سر کے پاس آتا ہے، تو قرآن کریم اور ذکر بھی اس سے یہی کہتے ہیں کہ (بہت تھکا ہے آرام کرنے دو) پھر وہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو وضو بھی کہتا ہے عذاب جدھر سے بھی آتا ہے دیکھتا ہے کہ اللہ کے اس نیک بندے نے جنت حاصل کر لی، عذاب شرمندہ ہو کر چلا جاتا ہے، پھر صبر (نماز روزہ اور قرآن سے کہتا ہے تمہاری حمایت و حفاظت دیکھ کر میں نے اپنا کام نہیں کیا، اگر تم کمزور پڑتے تو میں اس کا ساتھ دیتا، جب اس وقت تم اس کے لئے کافی ہو گئے تو میں پل صراط پر اور اعمال تولنے کے وقت اس کا ساتھ دونگا

اس کے بعد اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجے گا جن کی آنکھیں چکا چوند کر دینے والی بجلی کی مانند ہونگی آواز ان کی بجلی کی زبردست کڑک جیسی ہوگی، دانت (بڑے بڑے) سینگ جیسے ہوں گے، ان کی سانس ایسی گرم ہوگی کہ جیسے شعلے نکل رہے ہوں، رحم و کرم ان میں نام کا نہ ہوگا ان دونوں فرشتوں کا نام منکر و نکیر ہے دونوں کے ہاتھ میں اتنا وزنی ہتھوڑا ہوگا کہ قبیلہ ربیعہ و مضر کے سب لوگ جمع ہو کر اٹھائیں تو نہیں اٹھا سکتے، یہ دونوں فرشتے اس شخص سے کہیں گے کہ بیٹھ جاؤ، جب وہ بیٹھ جائے گا، اور کفن کھسک کر کمر پر آجائیگا تو پھر اس سے فرشتے سوال کریں گے تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارا نبی کون ہے؟ یہ سنکر صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ کے رسول آپ ان دونوں فرشتوں کی یہ ہیبتناک صورت بیان فرما رہے ہیں تو ان سے بول کون سکے گا، اللہ کے رسول ﷺ نے جواب میں فرمایا "یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء"۔ (ابراہیم ۲۷)

(خدا مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور خدا بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے)۔

بندہ جواب دے گا کہ میرا رب اللہ ہے۔ دین میرا اسلام ہے، نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس جواب کے بعد دونوں فرشتے اس سے کہیں گے تم نے سچ کہا اور پھر قبر کو اونچی اور چاروں طرف سے چالیس چالیس ہاتھ وسیع کر دیں گے، اس کے بعد اس سے کہیں گے، اوپر دیکھو وہ اوپر دیکھے گا تو جنت کی طرف ایک دروازہ کھلا ہوا نظر آئے گا پھر یہ دونوں فرشتے اس سے کہیں گے

(بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

ثریا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا

احمد بن عبد العزیز آل مبارک چیف جسٹس۔ ابو ظبی

جب صحیح معنوں میں ہم مسلمان تھے اور دوسروں کو خیر و بھلائی کا حکم دیتے تھے ہمارا معاشرہ برائیوں سے پاک تھا، ہم برائیوں سے لوگوں کو روکتے تھے، جب ہم خلوت و جلوت، ہر حال میں محض رضائے الٰہی کیلئے اس کی عبادت کرتے تھے، جب ہم فقر و غنا قول و عمل خوشی و غم، صلح و جنگ ہر صورت میں رضائے خداوندی کو پیش نظر رکھتے تھے تو ہم دنیا کی بہترین قوم تھے۔

اور آج جب ہمارے نزدیک نیکی و بھلائی کی کوئی قیمت نہ رہی ہم برائی کو دور کرنے کے لئے زبان چلاتے ہیں نہ ہاتھ اٹھاتے آج جب ہم مال کی محبت کا شکار ہو گئے اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا اپنا شیوہ بدل دیا ہم نے سستی اور آرام و راحت کو دشمنوں سے جنگ و جہاد پر ترجیح دی تو ہم دنیا کی کمزور و پست قوم بن گئے، ہم نے جب اپنے دین کو چھوڑ دیا اور خواہشات نفس کے پیچھے پڑ گئے تو دوسری قوموں میں ہمارا کوئی وزن نہ رہ گیا۔ ہمارا حال اس یتیم کا سا ہو گیا جو کسی کم ظرف و کمینہ کے دسترخوان پر پہنچ گیا ہو اور ہر طرف سے دھتکارا جا رہا ہو۔ خدا کا فرمان جیسے ہمارے لئے ہی ہو:۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

(سورہ مریم آیت ۵۹)

پھر ان کے بعد چند ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو چھوڑ دیا گویا اسے) کھو دیا اور خواہشات نفس کے پیچھے لگ گئے سو عنقریب ان کو گمراہی (کی سزا) ملے گی۔

جب ہم نے خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا اور ذرہ برابر اس سے منحرف نہیں ہوئے تھے اور جب ہم نے قرآن کریم کو اپنا عقیدہ (نظام حیات) بنایا تھا تو دنیا کی قوموں میں اولیت و پیشوائی ہمیں کو حاصل تھی مگر آج ہمارا یہ حال ہو گیا ہے کہ ہر ایک ہمیں آنکھیں دکھا رہا ہے اور قومیں ہم پر اس طرح ٹوٹ پڑی ہیں جیسے کھانے کی لگن پر بھوکے جھپٹ پڑتے ہیں۔ ہم نے اپنے مقدس مقام کو بدترین خلائق قوم کے حوالے کر دیا، وہ اس میں فساد مچا رہے ہیں، تخریب کاری و نسل کشی کر رہے ہیں مائیں اسلام کی دہائی دے کر فریاد کر رہی ہیں، مگر کوئی صدائے لبیک نہیں سنائی دیتی، یتیم ہائے عرب، ہائے عرب کہہ کر چلا رہے ہیں اور کوئی ان کی فریاد رسی کرنے والا نہیں، کہاں ہیں تمہارے خالدؓ؟ کہاں ہے تمہارے صلاح الدین ایوبی کا خاندان؟ ہمارے معتصم کی خودداری کو کیا ہو گیا؟

ہمارے اسلاف رات کے عبادت گذار اور دن کے شہسوار تھے رات رکوع و سجود میں گزرتی تھی، وہ اپنے خدا کے سامنے روتے اور آہ سحرگاہی سے اپنا دامن تر کرتے تھے انکے دل خوف خدا سے بے قرار رہتے تھے۔ (اللہ ان کو کروٹ کروٹ چین نصیب فرمائے) ان کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(سورہ سجدہ ۱۶)

ان کے پہلو بچھونے سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ انکے اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔

آہ ہمارے دل پتھر کے ہو گئے، نہ نرم پڑتے ہیں، نہ خدا کے ذکر سے ان کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ کثرت سے عبرت کے واقعات پیش آنے کے باوجود ہم عبرت نہیں حاصل کرتے، ہماری آنکھیں خشک ہیں، خوف خدا سے کبھی وہ تر نہیں ہوتیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عینان لا تمسهما النار، عین بکت من خشیة اللہ، وعین سهرت فی سبیل اللہ۔

(دو آنکھیں ایسی ہیں کہ انکو جہنم کی آگ کبھی نہیں چھو سکتی ایک وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے روئے ایک وہ آنکھ جو خدا کی راہ میں پہرہ داری کرتی ہوا اور رات بھر جاگی)

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ پھر ہم اپنے صحیح راستہ پر آجائیں اور اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لیں، ہم اللہ کی طرف رجوع کریں، اس سے قبل کہ ہم پر اچانک خدا کا عذاب آجائے پھر ہم ان لوگوں کی طرح شرمندہ ہوں جو اس سے پہلے گذر چکے اور ندامت کا وقت گذر چکا ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(سورہ الزمر ۵۴)

اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب واقع ہو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ ورنہ پھر تم کو مدد نہیں ملے گی۔

پہلے ہمارے اسلاف میں الفت و محبت عام تھی، جس کے سبب وہ لوگ ایک آہنی دیوار کی طرح تھے۔ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح برابری کا معاملہ رکھتے تھے جیسے کنگھے کے دندانے یکساں اور برابر ہوتے ہیں ان میں کا معمولی شخص بھی ان کی ذمہ داری و امان کو پورا کرنے کی کوشش کرتا تھا، وہ دوسروں کی مدد کرتے تھے، کفار پر ان کے خوف سے لرزہ طاری ہوتا تھا، وہ یہ جانتے تھے کہ مسلمان آپس میں تو بڑے رحمدل ہیں اور کفار کے بارے میں بڑے سخت اور غضبناک۔

اور اب ہمارا یہ حال ہو گیا ہے کہ غیبت و چغل خوری ہم میں عام ہے۔ ایک شخص جیسے ہی اپنے بھائی کے پاس سے نکلتا ہے وہ اس کی برائی و غیبت کرتا ہے ہم اپنا عیب بھول گئے اور اپنے بھائیوں کی عیب جوئی میں لگ گئے، ایک دوسرے کا مذاق اڑانا یہ ہمارا شعار بن گیا، ایسے دو آدمی بھی نہیں ملتے جن کے دل ایک دوسرے سے صاف ہوں اور باہم اخلاص و محبت ہو پہلے ہم صبر و استقلال، قوت و پامردی کے ساتھ، دشمن کا مقابلہ کرتے تھے اللہ کی راہ میں جان و مال کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے تھے، نیک کام میں ایک دوسرے سے اس طرح بڑھنا چاہتے جیسے بچے امتحان میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان کا حال تو یہ تھا کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جو بڑی عسرت و تنگی کے زمانہ میں ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ کا اعلان فرمایا تو حضرت عمرؓ نے اپنے گھر کا آدھا مال لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور خوش تھے کہ آج میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے سلسلے میں ابوبکرؓ سے بڑھ جاؤں گا۔ مگر جب حضور نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کا سارا مال خدمت نبوی میں حاضر کر دیا ہے۔ حضور سوال فرماتے ہیں کہ بچوں کے لئے کیا چھوڑا؟ تو حضرت ابوبکرؓ جواب دیتے ہیں کہ بچوں کے لئے اللہ و رسول کو چھوڑ آیا ہوں

دو نوجوان جو ابھی اس قابل نہ تھے کہ جنگ میں جانے کی اجازت ملے، حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور جنگ میں جانے کی اجازت مانگتے ہیں حضور نے بڑے کو تو اجازت دے دی چھوٹے کو نہیں دی (چھوٹے کو بڑا رنج ہوا) چھوٹے نے شوق شہادت میں عرض کیا، اللہ کے نبی! اگر میں اپنے اس بھائی کو پچھاڑ دوں تب آپ مجھے لڑائی میں لے چلیں گے؟ حضور نے فرمایا ہاں! اگر تم جیت جاؤ تو اجازت مل جائے گی، چنانچہ دونوں کی کشتی ہوئی اور چھوٹا بھائی بڑے سے جیت گیا اور دونوں کو اجازت مل گئی اور دونوں شاداں و فرحاں میدان کارزار کی طرف روانہ ہو گئے۔

یہ تو تھے ہمارے اسلاف! اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم صرف دھمکی اور رعب کے ذریعہ دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں، ہماری مثال بالکل ایسی ہے کہ دو آدمیوں میں لڑائی ہو گئی ایک نے تو تھپڑ، مکا، گھونسہ تابڑ توڑ رسید کرنے شروع کر دیے اور دوسرا چوٹ کھا رہا تھا وہ یہی کہتا رہا کہ رکو، ذرا کپڑے اتار لوں، دیکھو تمہیں بتاتا ہوں، یا پھر ہماری یہ کمزوری ہے کہ ہم اپنے، دشمن کا مقابلہ مختلف محاذوں سے بلا کسی متحدہ قیادت کے کرتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن ہما

محاذ پر جا کے لڑتا ہے، اسے اس کا پورا اطمینان رہتا ہے کہ دوسرے محاذ کے لوگ تفریح بازوں کی طرح خاموش کھڑے رہیں گے اور یہی ہوتا ہے ہماری مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے اپنے بھائی کو دشمن کے حوالہ کر دیا کہ وہ جس طرح چاہے اس کو مارے یہ اپنے بھائی کی مدد نہیں کریں گے بلکہ تسلی دیتے رہیں گے کہ گھبراؤ نہیں ہم دل سے تمہارے ساتھ ہیں۔ افسوس ہم کیا تھے اور کیا ہوگئے اس نااہلی کے ساتھ ہم یہ بھی امید لگائے ہیں کہ خدا ہماری مدد فرمائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔

(رعد-۱۱)

خدا اس نعمت کو جو کسی قوم کو حاصل ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔

ہمارے دل وضمیر کی تبدیلی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ہم اسلام کی طرف نہ لوٹیں اور اس کے چشمے سے سیراب نہ ہوں اور اس کی بتائی ہوئی راہ پر نہ چلیں۔ اس امت کی اصلاح اسی چیز سے ہو سکتی ہے، جس چیز سے اس کے عہد اول کی اصلاح ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

كنا اذل أمة فاعزنا الله بالاسلام ومهما طلبنا العزة بغيره أذلنا الله

(ہم دنیا کی ذلیل ترین قوم تھے، اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ ہم کو عزت بخشی۔ اسلام کو چھوڑ کر ہم جس طرح بھی عزت حاصل کرنا چاہیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کرے گا۔)

اے مسلمانو، اور اے اس خیرامت کے فرماں روا! تم معاشرے میں پھیلی ہوئی مہلک برائیوں سے ڈرو، تم اپنے وطن کو اس سے پاک کر دو۔ ان باتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو چودہ سو سال پہلے ڈرایا تھا۔ آپ نے فرمایا۔

یا معشر المهاجرين! خصال خمس ان ابتليتم بهن ونزلن بكم — واعوذ بالله أن تدركوهن لم تظهر الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوا بها الا فشا فيهم الأوجاع التي لم تكن في اسلافهم، ولم ينقصوا المكيال والميزان إلا اخذوا بالسنين وشدة المؤنة وجور السلطان ولم يمنعوا زكاة اموالهم إلا منعوا القطر من السماء ولولا البهائم لم يمطروا ولم ينقضوا عهد الله وعهد رسوله إلا سلط الله عليهم عدوا من غيرهم فاخذ بعض ما في ايديهم وما لم تحكم ائمتهم بكتاب الله إلا جعل بأسهم بينهم

(اے مہاجرین کی جماعت پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر تم انکی آزمائش میں ڈال دیے جاؤ اور وہ تم پر آجائیں، اس بات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم اس آزمائش میں ڈال دیے جاؤ۔ کسی قوم میں جب بھی فحش کاری اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ لوگ علی الاعلان اس کا ارتکاب کرنے لگتے ہیں تو اس میں ایسا فقر و فاقہ آجاتا ہے جو ان کے اسلاف میں نہ تھا اور جب وہ ناپ تول میں کمی کرنے لگتے ہیں تو قحط سالی، پریشانیوں اور بادشاہوں کے ظلم وجور کا نشانہ بنتے ہیں تو بارش کر دی جاتی ہے، جانور نہ ہوں تو بارش ہوتی نہیں۔ اللہ اور رسول کے عہد کو توڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر کسی غیر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے، جو ان کے مال لے لیتا ہے اور جب ان کے علماء اور حکمراں کتاب خداوندی کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے اندر کفت اختلاف ولڑائی پیدا فرما دیتا ہے)

گناہ عذاب وہلاکت لاتے ہیں اور اطاعت عزت و سرداری اور کھلی ہوئی نصرت وغلبہ لاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

(یونس ۱۳-۱۴)

اور تم سے پہلے ہم کئی امتوں کو جب انہوں نے ظلم اختیار کیا، ہلاک کر چکے ہیں اور ان کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے ہم گنہگار لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں، پھر ہم نے انکے بعد تم لوگوں کو ملک میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

عورت کا مقام

ابوالاسرار رمزی اٹاوی (ایم اے) جودھپوری

یہ عورت مرد سے کمتر نہیں انسان ہے یہ بھی
کتاب زندگی کا خوشنما عنوان ہے یہ بھی

ہراک فرد جہاں پروردہ آغوش مادر ہے
جہاں والوں کے سر پر اسکے احسانوں کی چادر ہے

بنایا ہے خدا نے اس کو یہ بھی جان رکھتی ہے
دماغ و دل یہ رکھتی ہے یہ آنکھیں کان رکھتی ہے

ہے پہلا مدرسہ انساں کا، آغوش، مادر کی
پیمبر اس کے بیٹے ہیں، یہ بیوی ہے پیمبر کی

نہ زن شوہر سے بہتر ہے نہ شوہر زن سے بہتر ہے
ہراک میں اپنی اپنی جنس کا مخصوص جوہر ہے

اگر انسانیت دیکھو تو دونوں میں برابر ہے
وہ اس کا نصف بہتر ہے، یہ اس کی نصف بہتر ہے

جو ناداں مرد و زن کے مرتبہ میں فرق کرتے ہیں
وہ انسانی شرافت کا سفینہ غرق کرتے ہیں

بمبئی میں
خالص گھی اور
میوہ جات سے بھرپور
مٹھائیاں اور حلویات
عمدہ ولذیذ
سلیمانی افلاطون
اس کے علاوہ خصوصی پیش کش
ڈرائی فروٹ برفی
ملک کیک * قلاقند * ملائی * برفی * کوکو ملائی برفی
ہر قسم کے تازہ وخستہ
بسکٹ
اور
نان خطائیاں
خریدنے کا قابل اعتماد مرکز
سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینارہ مسجد کے نیچے، بمبئی فون 320059
برانچ: ۳۳- محمد علی روڈ بمبئی -۳

اُردو اور اسپینی زبان

از نعیم خیالی

ادارہ اقوام متحدہ میں اسپینی زبان کا پانچواں نمبر ہے۔ اس کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ افریقہ میں عربوں کا تسلط پہلی صدی ہجری کے ختم اور آٹھویں صدی عیسوی کے شروع میں قائم ہو چکا ہے۔ اس کے بعد عربوں نے یورپ کی طرف رخ کیا۔ چنانچہ جس وقت ایشیا وافریقہ میں بنی امیہ کا سیاسی زوال اور بنی عباس کا غلبہ ہو رہا تھا ٹھیک اسی زمانے میں امرائے بنی امیہ کا ایک حوصلہ مند بیس سالہ نوجوان عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک اموی شمالی افریقہ کے لق ودق میدان۔ شام کا ریگستان اور لبنان کے پہاڑوں کو طے کرتا ہوا سر زمین اسپین پر پہنچا اور عربوں کی مختصر سی ٹولی کے ساتھ ۱۳۸ھ مطابق ۷۵۶ء میں اسپین پر مسلم عرب حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ جو سیکڑوں سال تک ٹس سے مس نہ ہو سکا۔ اس کا مرکزی مقام دکھنی اسپین کا صوبہ غرناطہ (Granada) تھا اور اسپین کے عیسائی باشندوں نے سمٹ کر شمالی اسپین میں اپنا مستقر بنا لیا۔ ان مختلف المذہب و مختلف النسل شمالی وجنوبی ریاستوں میں صدیوں تک جنگیں اور جھڑپیں جاری رہیں۔ آخر کار بقول "ہر گمانے راز دانے"[1] مغربی یورپ میں عیسائیوں اور عرب مسلمانوں کے مسلسل حریفانہ تصادم کے بعد مختلف سیاسی قومی اور دینی اسباب زوال کے نتیجہ میں پندرھویں صدی مسیحی کے خاتمے تک اسپین کے ان عرب مسلمانوں کا خاتمہ اجتماعی طور پر کرنے کی زبردست کوشش کی گئی۔ چنانچہ ۱۴۹۲ء میں اسپینی ریاستوں کیس ٹیل اور ایراگون نے مل کر غرناطہ پر قبضہ کر لیا۔ ایراگون کے بادشاہ فردی ناند نے مسلمانوں اور یہودیوں کو تبدیل مذہب پر مجبور کیا اور احکام جاری کئے گئے کہ:۔ "جو شخص عیسائی مذہب اختیار کرتا ہے اسے قتل یا جلاوطنی کی سزا دی جائے گی ــــ اسی طرح ۱۵۰۲ء میں پھر فردی ناند نے حکم جاری کیا

[1] آدھینک یورپ کھنڈ عط از لشوری سرن لال ۱۹۵۹ء - صفحہ

اور (مور = Moor) یعنی غیر عیسائی مسلمانوں کیلئے ایک قانون Inquisition کو بہانہ بنایا تاکہ وہ یا تو عیسائی بنیں یا اسپین چھوڑ کر نکل جائیں۔ اس ظالمانہ قانون کے نتیجے میں لاکھوں مسلمان اور یہودی مارے گئے یا قید کئے گئے اور بے شمار لوگ ملک سے ہجرت کرکے ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ اسی کے بعد ۱۶۰۹ء میں بادشاہ وقت فلپ نے اسپین میں اپنے ظالمانہ احکام واعمال کے ذریعہ موروں کے تابوت میں آخری کیل جڑ کر ان کا بالکل ہی خاتمہ کر دیا۔

لفظ (مور = Moor یا Maures) اصلاً فنیقی زبان کا ہے۔ متقدمین نے اس کا اطلاق قوم بو بو بر کیا ہے جو المغرب یعنی مغربی افریقہ کے ساحلی باشندے تھے۔ پھر اسپین میں اس کا استعمال نووارد عرب مسلمانوں کے لئے کیا گیا ہے اور لفظ (موریسکوس = Moriscos) سے مراد ہیں وہ عرب جو غرناطہ پر قبضہ کرنے کے بعد اسپین کو وطن بنا کر مستقل بس گئے تھے اور صدیوں سے وہاں کے باشندے تھے اور جن کو تقریباً سترھویں صدی مسیحی میں جلاوطن کر دیا گیا تھا اس وقت ان کی تعداد نصف ملین یعنی پانچ لاکھ تھی۔ ان کا آبائی وطن جو بربروں کے علاقے شمالی سواحل افریقہ اور صحرا اور تمام مغربی افریقہ پر مشتمل تھا وہ علاقہ (موری تینیا Mauritania) کہلاتا ہے بعد میں اہل یورپ (مور) کا استعمال صرف مسلمان کے معنی میں کرنے لگے۔

بہرحال اسپین میں صدیوں کی مسلم حکومت کے زوال اور قومی پراگندگی کے نتیجے میں انفرادی حیثیت سے مقہور و مغلوب اور مظلوم مسلمان دیگر ممالک یورپ و براعظم افریقہ نیز جنوبی امریکہ کی طرف ہجرت کر گئے ان ہی میں وہ پرتگالی و اسپینی عرب مسلمان ملاح بھی تھے جو ۱۴۹۲ء میں مشہور عالم کرسٹوفر کولمبس کی دریافت امریکہ کی بحری مہم میں نہ صرف شریک تھے بلکہ اس کے جہاز ران اور راہ نما تھے۔ اس امر کی مزید تصدیق ذیل کے ترجمہ اقتباس سے بھی ہوتی ہے۔

"مسلم آباد کاروں کی پہلی جماعت امریکہ کی دریافت کے وقت آئی۔ اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے کہ اندلسی (اسپینی) مسلمان یوروپی لوگوں سے پہلے براعظم امریکہ میں آگئے۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ پرتگالی اور ہسپانوی (اسپینی) دریافت کنندگان کو اندلسی مسلم ملاح لیکر امریکہ آئے جو کہ سمندروں کا زیادہ علم رکھتے تھے۔ دریافت کرنے والوں میں کچھ (موریسکوس = Moriscos) خفیہ طور پر مسلمان تھے۔ یہ بھی ایک تاریخی واقعہ ہے کہ اندلسی مہاجر جو کہ مراکش کے ساحل پر الرباط اور سالہ (Sala) میں قیام پذیر ہیں انہوں نے ہسپانوی اور پرتگالی جہازوں کے خلاف شمالی بحر اٹلانٹک لے کر جزائر جنوبی امریکہ کے ساحل تک جنگیں کی تھیں۔ شمالی اور جنوبی امریکہ میں قائم ہونے والی یوروپی نوآبادیوں میں ہسپانوی اور پرتگالی افواج میں اندلسی مسلمان بھی اس علاقے میں آ گئے لیکن وہ لوگ عیسائی نام رکھے ہوئے تھے جو مجبوراً انہیں اختیار کرنا پڑے لیکن ان میں بہتوں نے اپنے مذہب کو قائم رکھا اور یہ بات ان اعلانوں سے ثابت ہے جو کہ پرتگالی، بادشاہ نے اپنی برازیل کی نوآبادی میں (موریس = Moores) کے خلاف جاری کئے تھے۔ یہ مسلمان ہسپانوی گروہ کے ساتھ براعظم کے شمالی حصے تک پہنچے جو آج کل (آرتیزونا = Arizona) و فلوریڈا اور کیلی فورنیا کہلاتے ہیں یہ مسلمان ہسپانوی اور پرتگالی مظالم سے بچنے کیلئے یورپ سے فرار ہوئے تھے لیکن وہ اپنی قسم کے مظالم کا شکار یہاں بھی ہوئے جس کی وجہ سے وہ اپنے مذہب اور اپنے تشخص کو زیادہ قائم نہیں رکھ سکے اور اس طرح امریکہ میں اسلام کی ترویج کی یہ پہلی کوشش ناکام ہو گئی۔

مذکورہ طویل اقتباس میں پندرھویں صدی میں یورپ کے اکثر مسلمانوں کے عیسائی نام کی ایک وجہ تو ہین السطور میں واضح ہے۔

[1] المنجد عربی جم اسپینش انگلش ڈکشنری

[2] مسلم اقلیتیں" از محمد علی کیتانی۔ اسلامی فاؤنڈیشن یو۔ کے ص ۳۲۔ ۳۳۔ مولانا محمد مسیح اللہ تعمیر حیات لکھنؤ۔ ۲۵ جون ۸۲ ص ۱۳

دوسرے یہ کہ بغیر کسی مجبوری کے بھی اکثر ممالک کے مسلمانوں اور نو مسلموں میں یہ طریقہ پہلے بھی رائج رہا ہے اور اب بھی پایا جاتا ہے چنانچہ ایک مثال اسی عہد کی یہ ہے کہ ۱۴۹۴ء میں صوبہ اٹلی کے ملان نامی علاقے کے مسلمان حکمران کا نام لودو ویکو اسفورزہ (Lodovico Sforza) جو ۱۴۹۹ء میں شاہ فرانس کے حملہ اٹلی کے سلسلے میں ہار کر سوئٹزرلینڈ چلا گیا تھا اور وہاں اس نے اپنی مخصوص فوج بنام (Mercinary Force) تیار کی تھی لیکن جلد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ پھر حالات نے پلٹا لیا اور ۱۵۲۱ء میں متحدہ طاقتوں نے مل کر اس کے بیٹے فرانسس اسفورزہ کو ملان صوبہ اٹلی کا حکمران (Duke) بنا دیا تھا۔ دوسری مثال خود بیسویں صدی عیسوی میں قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ نگار مشہور عالم مسٹر مارما ڈیوک پکتھال کا نام نامی ہے جو صحیح العقیدہ مسلمان تھے وغیرہ وغیرہ۔

حاصل کلام یہ کہ جس وقت کی ہم بات کر رہے ہیں وہ زمانہ براعظم یورپ کی نشاۃ ثانیہ کا تھا۔ اس تقریباً پانچ چھ سو سال کی طویل مدت میں عربوں نے یونان اٹلی فرانس اسپین اور جرمنی وغیرہ تقریباً نصف سے زائد یورپ کی زمین ناپ ڈالی تھی اور یورپ والوں کے ساتھ سیاسی سماجی تجارتی ہر طرح کے تصادم واتصال کے ساتھ ساتھ سارا یورپ عربی علوم وفنون۔ تہذیب وتمدن اور سائنس و ٹکنالوجی سے متعارف ہو رہا تھا۔

چونکہ اسپین یا ہسپانیہ یورپ میں عربوں کا پہلا مضبوط مرکز تھا اس لئے قدرتی طور پر اسپینی زبان پر فاتح زبان یعنی عربی کا قابل ذکر اثر پڑا۔ نیز اہل ذوق عرب چونکہ اپنے دور عروج میں مصر وشام فارس وچین۔ روم و یونان اور ہندوستان کے علوم کے کھلی ماہر و ترجمان تھے اس لئے ان کے ذریعے بہت سے ایشیائی زبانوں کے الفاظ بھی عربی کی تابعیت میں وہاں پہنچ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اسپینی زبان میں بھی اردو کے ساتھ مشترک و مشابہ الفاظ بہ آسانی ملتے ہیں کیونکہ اردو جامع السنہ

زبان ہے۔ جیسا کہ متعلقہ جدول لغات سے واضح ہوگا۔ مزید لسانیاتی تفصیلات ہماری کتاب "اردو کی بین الاقوامی حیثیت" میں ملے گی سردست ہم صرف اردو اور اسپینی زبان کے روزمرہ کثیر الاستعمال و عامۃ الورود الفاظ کی مختصر فہرست پیش کر رہے ہیں۔

اردو مشترک	اسپینی املا	اسپینی تلفظ
صفیر	Cefiro	سیفی فیرو
صفر	Cifra	سیفرا
کارآزمودہ	Corrido	کوری ڈو
کعب	Cubo	کوُب
شغال	Chacal	چاکال
دادودہش	Dadiva	دادیوا
درویش	Derviche	ڈرویچی
آبنوس	Ebano	ایبانو
انشا یعنی مضمون	Ensayo	ان سیو
دینار	Dinero	ڈی نی رو
خوشی	gose	گوسو
گراں یعنی بھاری	Gran	گراں
وادی	Hoyada	اویادا
انجیر	Higuera	ای گیی را
حوالہ	Hulla	دی لیا
اردو	Hurdo	اوردو یعنی [illegible]
عندیہ	Idea	ایدیا
صابن	Habon	ہابون
ہمیشہ ہمیش	Jamas	ہمیس
حوالات	Jaula	ہاؤلا
جوان	Joven	ہوویں
الف بے تے	Alfabeto	الفابیتو
میدہ	Almido	ال میدو
لوبیا	Alubia	الوبیا
اناناس	Anana	انانا
عصا	Asa	اسا
اسیر کرنا	Asir	اوسیر
کشمیر	Cachmir	کاچے میرا
قاش	Cacho	کاچو
قافلہ	Cafila	کافی لا
قانونی	Canonica	کانونی کو
کاشانہ	Casa	کاسا
بوسہ	Beso	بیسو
یہودی	Judio	ہودیو
لب	Labio	لابیو
لمعہ	llama	لیاما

اردو مشترک	اسپینی	تلفظ
مرد	Marido	ماریڈو
ماسوا	Mas	ماس
ستارہ	Astro	اسٹرو
نیلوفر	Nenufar	نے نوفار
مگس	Mosca	موسکا
مخلوطہ	Mezcla	میث کلا
شنبہ	Semana	سیمنہ
راضی	Razon	راثون
تو	Ti	تی
جبہ	Toga	ٹوگا
صاف کرنا	Zafar	ثافر
شکم پری	Zampar	ثام پر
شمار	Sumar	سُمار
مسکین	Mezquino	میث کوینو
علوی یعنی متعلم	Alumno	آلومنو
فلیتہ	Fileta	فی لیتا
اس طور سے	Estos	اس توس
ہندی یعنی ہندوستانی	Indio	اِندیو
اندر	Entre	انتر
حر یعنی آزاد	Horro	اورڈو
طراز	Traz	تراثو
شکر	Azucar	اثوکر
گلیارا۔ گلی	Gleria	گلیریا
رئیس	Res	ریس
رسید	Recibo	ریسیبو
پیسہ	Peseta	پیسیتا
نام۔ نامہ	Nomina	نومی نا
نہ۔ نہیں	Ni	نی
انکار	Negar	نیگار
میز	Mesa	میسا
پھایا	Faja	فاہا
دین۔ قرضہ	Deuda	ڈی اودا
گوریا (چڑیا)	gorrion	گوریان
پستہ	Alpista	ال پیستے
اما یعنی ماں	Ama	اما
گلی کوچہ	Calle	کالئی
	Juela	ہوے لا

وغیرہ وغیرہ

تعمیر حیات کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجئے

شیخ محمد عبداللہ کا سانحۂ ارتحال

اس ماہ میں شیخ محمد عبداللہ وزیر اعلیٰ جموں کشمیر کی وفات کا حادثہ رنج و افسوس کے ساتھ سنا گیا۔ کشمیری عوام کو آزادی دلانے کی جدوجہد اور اس راہ میں مصائب و مشکلات اور قید و بند کی صعوبتوں کو جس طرح انہوں نے برداشت کیا اور جھیلا ہے وہ انکی سیاسی اور عملی زندگی کا ایک روشن باب ہے وہ ایک حق گو اور بیباک و نڈر سیاسی لیڈر تھے اور جس چیز کو وہ صحیح سمجھتے تھے اس کو برملا کہنے سے ان کو کوئی چیز روک نہیں سکتی تھی، ان کی سیرت کا یہ ایسا تابناک پہلو ہے جو ان کی پوری سیاسی اور شخصی اور انفرادی زندگی میں نمایاں رہا ہے،

کشمیر کی درگاہوں اور زاویوں، اور صوفیا کے مزاروں کے اوقاف کو انہوں نے جس طرح متغلب متولیوں کے ہاتھ سے نکال کر ایک باقاعدہ ٹرسٹ بنایا اور اس کے نظم و انتظام کو ہر طرح عمدہ اور باقاعدہ کیا یہ خود اپنی جگہ پر ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جو ان کی سیاسی کامیابیوں کی شہرت کی وجہ سے عام طور پر لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے ان اوقاف میں سب سے بڑا وقف درگاہ حضرت بل کا ہے اس درگاہ کی اہمیت اور مسلمانان کشمیر کا اسی سے جذباتی لگاؤ اور عقیدت کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو کشمیر میں کچھ دن رہ چکے ہیں شیخ مرحوم اس درگاہ کے نظم و انصرام کے سربراہ تھے، اور دس پندرہ سال کی کوششوں میں اس درگاہ کو انہوں نے تعمیری طور پر جتنی ترقی دی ہے وہ خود شیخ صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے اپنی ذاتی زندگی میں وہ بہت با اخلاق ہنس مکھ اور بے تکلف تھے اور دینی حیثیت سے وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے غفر اللہ لہ

طلبہ کا صفحہ

جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے علمی خدمات

آفتاب عالم ۔ متعلم درجہ فضیلت دوم

گو منزل ہے دشوار بہت، گو رستے ہیں پرخار بہت
ہو ذوق چمن کاری دل میں تو پھولوں کے انبار بہت

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر انسان کے اندر ذوق و شوق کی چنگاری ہوتی ہے تو باد صبا کی سبک رفتاری اور سبک گامی سے بھی وہ تہ بتہ خاکستر میں شعلہ بار ہو جاتی ہے، آلام و مصائب کے طوفانوں میں وہ بجھنا تو کیا جانے بلکہ اور شعلہ زن ہو جاتی ہے۔

مصیبت میں بشر کے جوہر مردانہ کھلتے ہیں
مبارک بزدلوں کو گردش دوراں سے ڈر جانا،

یہی وہ رہنما ذوق ہیں جنہوں نے جیل کی شب تاریک میں علم کی شمعیں فروزاں کیں، علم کی خدمت اور اس کے فروغ کی خاطر "یا جاں رسد بجاناں یا جان زتن برآید" کو دم واپسیں تک عزیز رکھا اور دکھلا دیا کہ جب اجل کا فرشتہ ان کی جان عزیز تن سے جدا کر رہا تھا وہ علم کی خدمت میں محو و منہمک تھے، مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی نے عیون الانباء کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ ایک زمانہ میں حکام وقت کی برہمی کے باعث شیخ الرئیس بو علی سینا قلعہ فردجان میں محبوس تھے۔ اس بلند اور استوار حصار میں شیخ کا جسم بے شک مقید تھا۔ لیکن اس کی فکری پرواز اور علمی شوق کو کوئی دنیاوی طاقت مقید نہیں کر سکتی تھی۔

آخر ہے کس کے بس میں مرا اشہب خیال
سنگین و آہنیں ہے مرا زنداں ہوا کرے

چنانچہ شیخ نے اس زنداں میں کتاب الہدایات رسالہ حی بن یقظان اور کتاب القولنج تصنیف کر ڈالی، تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ ابن جوزی ایک زمانہ میں واسط میں نظر بند تھے، حسن اتفاق سے ان دنوں امام باقلانی بھی واسط میں جلوہ فگن تھے۔ ابن جوزی نے اس زریں موقع کو غنیمت جانا اور اس کے سمند علم و فضل سے اکتساب فیض شروع کر دیا اور کشف الظنون میں ہے کہ شمس الائمہ سرخسی نے علم اصول میں جو کتاب تصنیف کی ہے اس کا لکھنا خوارزم کے قید خانہ میں شروع کیا تھا، اور باب الشروط تک حالت قید میں لکھی، رہائی پا کر فرغانہ میں ختم کی،

منصور نے امام ابو حنیفہ کو ۱۴۶ھ میں قید کر دیا تھا۔ امام صاحب کا شہرہ اس وقت چار دانگ عالم میں پھیل چکا تھا، چنانچہ قید کی حالت نے بجائے ان کے رسوخ و اثر کو کم کرنے کے اور دوبالا کر دیا، قید خانہ میں ان کا سلسلۂ تعلیم برابر جاری رہا، امام محمد جو فقہ حنفی کے دست و بازو ہیں قید خانہ میں ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا، — بعض کلامی و فقہی مسائل میں اختلاف رکھنے کی بنا پر امام ابن تیمیہ کو بھی قید و بند کی خارزاروں سے گذرنا پڑا۔ لیکن پیشانی پر شکن تک نہیں آئی۔ کیونکہ۔

بنا لیتا ہے موج خون دل سے اک چمن اپنا
وہ پابند قفس جو فطرتاً آزاد ہوتا ہے

امام ابن تیمیہ نے اس خلوت و انقطاع میں تفسیر پر کافی کام کیا، اہم علمی سوالات اور فقہی استفسارات کے جوابات۔ بعض مسائل پر رسائل بھی لکھے، ریاضت و عبادت سے آئینہ دل کی زینت آرائی بھی اور درس و افادہ کی شمعیں بھی فروزاں کیں۔ دیگر رسائل کے علاوہ انہوں نے جیل میں ایک مستقل رسالہ مسئلہ زیارت پر تصنیف کیا۔ شیخ الاسلام اس خلوت و انقطاع میں جو کچھ صفحہ قرطاس پر نقش کرتے چشم زدن میں ملک اسے اپنے حریم عقیدت اور اپنی اقلیم قبولیت میں لے لیتا، اپنے مرشد کی طرح ابن القیم جوزی بھی جہد و مجاہدہ کی منازل سے گذرے لیکن اس پوری مدت اسیری میں تلاوت کلام پاک اور تدبر و تفکر میں محو و مستغرق رہے، جس سے اہل معارف کے علوم اور انکے نکات و دقائق کی تفہیم و تشریح ان کیلئے آسان ہو گئی، ان کی تصانیف ان مضامین سے لبریز ہیں۔

ابن رشد کو منصور نے لوسینا میں نظر بند کر دیا تھا۔ قیود و حدود نہایت سخت تھے، مگر عجب پرواز تھی اس فلسفی کی، کہ کوئی چیز اسے روک نہ سکی، چنانچہ اس سے زمانہ نظر بندی میں بعض یہودی تلامذہ نے فلسفہ کی تحصیل کی، موسیٰ بن میمون بھی اسی کے تلامذہ میں سے ہے، نزہۃ الخواطر میں ہے کہ مفتی عنایت صاحب کاکوروی کو بغاوت کے الزام میں جزائر انڈمان بھیج دیا گیا تھا، وہاں انہوں نے محض اپنے قوت حافظہ پر ترجمہ تقویم البلدان مواقع نجوم۔ تحفۃ بہار، علم الصیغہ، الوظیفۃ الکریمہ اور تواریخ حبیب اللہ تصنیف کر ڈالی، وطن آکر ماخذات سے ملایا تو تمام حوالے حرف بحرف صحیح نکلے، اسی طرح مولانا جعفر تھانیسری صاحب کو حبس بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی اور جزائر انڈمان بھیجے گئے، مولانا وہاں صاحب لوگوں کو فارسی اور اردو و ناگری وغیرہ زبانیں سکھلایا کرتے۔ ان کے اسباق کا انگریزی میں ترجمہ کرتے اور تحریری ترجموں کی اصلاح و تصحیح فرماتے، اور میجر پرسیجر ایف ڈی نے مولانا کی اعانت سے پورٹ بلیر کے آئین کی کتاب مرتب کی جس کا ترجمہ بھی خود مولانا ہی نے کیا پھر اپنے بعض دوستوں کی درخواست پر تاریخ عجیب کے نام سے انڈمان کی تاریخ لکھی،

حضرت شیخ الہند نے مالٹا کے قلعہ میں بحد امکان سنت نبوی کا التزام رکھا، آپ ناشتہ سے فراغت کے بعد دلائل الخیرات کا مطالعہ فرماتے، اگر خط لکھنے کا دن نہ ہوتا تو مولوی وحید صاحب کو مشکوۃ شریف ترمذی شریف اور جلالین شریف کا درس دیتے درس سے فراغت کے بعد ترجمہ قرآن پر نظر ثانی فرمایا کرتے۔ مولانا حسین احمد مدنی پر یہ جرم عائد کیا گیا تھا کہ وہ احکام کو "انگریزیت زدہ" کہتے ہیں اس جرم کی پاداش میں انہیں یہ قیمت ادا کرنی پڑی کہ قلعہ مالٹا میں محبوس ہونا پڑا جیل میں اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد مولانا کی نہایت ہی سنجیدہ اور پروقار مجلس لگتی جس میں مجلس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری عکاسی ہوتی اور آزادی کے ساتھ علمی سیاسی اور مذہبی مسائل پر گفتگو رہتی۔ بعد قیلولہ کے بعد حضرت قرآن پاک کا ترجمہ فرماتے۔

مولانا آزاد نے دار و رسن کی آزمائش میں اپنے وہ شاہکار خطوط لکھے۔ جو غبار خاطر کے نام سے موسوم ہیں، ان خطوط میں بساط دلبری پیدا دائرے لطف کو عام تو نہیں کیا گیا ہے۔ پھر بھی جا بجا التفات و تغافل کی عشوہ گری ہے کیا وہ بذات خود دلچسپ نہیں، مولانا نے ان خطوط میں اردوئے معلی اور عود ہندی کی طرح ذوق حضوری کیلئے بات میں بات پیدا کی ہے۔ اور دل کی گرمی سے محفل شمع کو روشن کیا ہے مولانا نے نظر بندی کی حالت میں ترجمہ کا کام آٹھ پارے تک اور تفسیر کا سورہ نساء تک کیا تھا کہ اچانک ان مسودات کو حکومت ہند کے معائنہ میں ضبط کر لیا گیا تاہم نویں پارہ سے ترجمہ کی ترتیب جاری رکھی، حیرت ہوتی ہے کہ مولانا نے ان تفسیری مشاغل کے ساتھ محض بطور تفریح و تنشیط ذہن اپنی شاہکار تصنیف "تذکرہ" قلم برداشتہ تصنیف کر ڈالی جو ادبی دنیا میں ایک قابل قدر اور وقیع اضافہ ہے

تحریک خلافت اور ملک کی آزادی کی خاطر مولانا جوہر کو بارہا جیل جانے کا اتفاق ہوا لیکن خلوص و محبت کا یہ دریائے بیکراں جسکو پارے کی حرکت اور بجلیوں کی بیتابی ملی تھی۔ بھلا کس طرح جیل میں خاموش و تماشائی بنا رہتا آخر کار جیل میں ان کی مضطرب روح اور بے چین طبیعت نے اپنا جوہر دکھایا اور اپنے اصلی مرکز کی طرف پرواز کی، چنانچہ جیل میں مولانا موصوف مختلف اخباروں سے ملک کے حالات کا جائزہ لیتے رہتے۔ اکثر و بیشتر تلاوت کلام پاک اور حدیث و قرآن کا مطالعہ کیا کرتے، اس خلوت و انقطاع میں مولانا کا سوز دروں اور ساز طبیعت بھی بارہا چھڑتا اور انکی زبان سے الہامی اشعار نکلتے

جواہر لال نہرو نے جیل میں اپنی آٹو لکھی

جس کا محمد بوران نے عربی میں ترجمہ کیا، نیز Freedom of India (لکھی، اسی طرح مہاتما گاندھی نے جیل میں اپنی سوانح حیات لکھی اور زعماء ملک کو متحرک کرنے کیلئے فریڈم سے متعلق بہت سے مضامین سپرد قلم کئے، جو "YONG INDIA" میں شائع ہوئے۔

مولانا حسرت موہانی کو اپنی آزاد خیالی اور انگریز دشمنی کے باعث بارہا جیل کی تلخ کامیوں سے لذت یاب اور خارزار زنداں سے گزرنے میں ظلم و بربریت کے جلوہائے صد رنگ سے بہرہ ور ہونا پڑا، حق کو حق جاننے اور اس کے فروغ و حمایت میں وحشت و سفاکیت کے تیر و نشتر سے زخمی اور سب و ستم اور طعن و تشنیع کے لئے بارہا گوش بر آواز ہونا پڑا لیکن مولانا نے ان مصائب روزگار کو کھیل بنا دیا تھا، طبع حسرت کی نیرنگی کی داد دیجئے کہ اعمال شاقہ اور جانکاہ و حوصلہ فرسا مشقتوں کے باوجود ان کا ساز طبیعت نغمہ سنج رہتا، عیبوں کے پہاڑ بھی ٹوٹتے اور غزل سرائی بھی جاری رہتی۔ طبع حسرت پر ہم نہیں خود مولانا گویا ہیں۔

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی
ایک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

عطاء اللہ شاہ بخاری کو متعدد بار جیل جانے کا اتفاق ہوا، تقریباً آٹھ نو سال انہوں نے جیل میں گزارے۔ قید کی اس مدت مدید میں انہوں نے تمام صعوبتیں بسر و چشم قبول کیں میانوالی جیل کی روداد پر روشنی ڈالتے ہوئے عبدالمجید سالک نے اپنی سرگذشت میں لکھا ہے کہ میں اور عبدالعزیز انصاری مولانا احمد سعید سے ادب عربی، صرف و نحو اور منطق کا سبق لیتے تھے، عطاء اللہ شاہ بخاری کا بھی اس جیل میں درس ہوتا تھا۔

مولانا مودودی جیسا مفکر اسلام جس نے ایسے ساحرانہ و جرأت مندانہ انداز میں مغربی تہذیب کے فلسفۂ حیات پر تنقید کی۔ اور اس کے علمی تحلیل و تجزیہ کا فرض انجام دیا، جو خود اعتمادی سے بھرپور ہے۔ اور جس کے فاضلانہ تنقیدی مضامین نے موجودہ مادی نقطۂ نظر کا بڑی وقت نظری و خوش اسلوبی سے پوسٹ مارٹم کیا۔ اس مفکر اسلام کی شعلہ نوائی، اسکے قلم کی جولانی اور اس کے شعلۂ فکر کو دار و رسن اور قید و بند کی خاکستر میں دبا کر سرد کر دینے کی بارہا ناکام کوشش کی گئی اور انھوں نے بزبان حال یہ جواب دیا۔

زنداں میں مجھ کو ڈالدیا اے حاکم زنداں تو سنگر

پرواز جو میری روک سکے ایسی بھی کوئی دیوار اٹھا

اس طرح جیل کی شب تاریک میں انکی قندیل علم و ادب جلتی رہی مولانا نے نیوسنٹرل جیل میں تفہیم القرآن کی تکمیل کی اور اس کو پریس میں جانے کے قابل بنایا۔

سید قطب شہید جو مصری معاشرہ میں ادیب لبیب، سیاسی و اجتماعی نقاد اور مفکر و مفسر کی حیثیت سے ابھرے ان کی بے نظیر شخصیت عرب و مصر و دنیا کے الحاد پرست و لادینی عناصر کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتی رہی آخرکار ۱۹۵۵ء میں مصر کی عدالت عامہ کی طرف سے انہیں ۱۵ سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی سنہ کے وسط تک انہوں نے انتہائی اذیت و عذاب کے دن گزارے مگر بعد میں جبر و تشدد اور ظلم و سفاکیت کا سلسلہ ہلکا ہوا تو انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر فی ظلال القرآن کی تکمیل کی طرف توجہ کی اور بلند پایہ ادبی اسلوب میں اسے پایۂ تکمیل تک پہونچایا، جس کے اندر سید موصوف کی طبع رسا نے شعر و سخن کے اندر بھی جولانیاں دکھائی ہیں، سید موصوف کی آخری نظم جو انہوں نے اپنے آخری ایام اسیری میں کہی ہے بڑی موثر و دلنشیں ہے اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اخی انت حر وراء القیود
اخی انت حر بتلک السدود
اذا کنت باللہ مستعصما
فماذا یضیرک کید العبید
اخی ستبید جیوش الظلام
ویشرق فی الکون فجر جدید
فاطلق لروحک اشواقہا
تری الفجر یرمقنا من بعید

آفریں صد آفریں، ان اہل ذوق اور آزاد منش خادمان علم و دین کو جنہوں نے پابند قفس رہ کر بھی سوچ خون دل سے ایک گلستاں آباد کیا۔ ان کی ڈگر کبھی قید و بند کی خارزاروں سے ہو کر گذری، تو کبھی سواد زنداں سے، کبھی طوق و سلاسل نے ان کا استقبال کیا، تو کبھی دار و رسن نے، کبھی اپنے مسلک پر قائم رہنے کا تاوان قید و بند کی شکل میں ادا کرنا پڑا تو کبھی تازیانہ کی ضربوں اور دار و رسن کی آزمائشی ستمگاریوں کی شکل میں، لیکن منزل دار و رسن ہو یا کہ سواد زنداں، طوق و سلاسل کے حوصلہ فرسا مصائب ہوں یا گرداب بلا کی ہمت شکن ستمگاریاں ظلم و جفا کے سنگ گراں ہوں یا کرم فرماؤں کے تند و تیز جھکڑ، محض ان کے محمد عزم اور اسی جذبۂ عمل نے ان تمام حیلہ سازیوں اور ریشہ دوانیوں کی تار و پود بکھیر کر رکھ دی کر

زار دار پر رکھتے چلو سروں کے چراغ
جہاں تک یہ ستم کی سیاہ رات چلے

اور عین اسی وقت جبکہ فرشتۂ اجل ان کی جان عزیز قفس عنصری سے جدا کر رہا تھا۔ انہوں نے علم کی خدمت کر کے اور سواد زنداں میں علم و ادب کی شمعیں جلا کر اہل زمانہ کو اس حقیقت کا یقین دلا دیا کہ

روح کو محو جمال رخ جاناں کرلیں
ہم اگر چاہیں تو زنداں کو گلستاں کرلیں

یہ تشنگان علم و دین اور راہ حق کے جانباز سافر آج ہم میں تو نہیں لیکن ان کی یاد سے ہزارہا سینے معمور اور انکی عقیدت سے ایک دنیا کی دنیا مخمور ہے اور جب تک وقت کے ساز پر یادوں کی مضراب کا عمل جاری رہے گا اس وقت تک دنیا ان ارباب فکر و نظر اور اہل ذوق و بصیرت کا گن گاتی رہے گی اور اس ورد سے رطب اللسان رہے گی۔

اف یہ جادہ جسے دیکھ کے جی ڈرتا ہے
کیا مسافر تھے جو اس راہ گذر سے گذرے

حیاتِ نو کا پیام بر

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے ایک معتمد اور مخلص، ایک بڑے عرب سردار احنف بن قیس نے ایک دن کسی قاری کو قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

"ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی جس میں تمہارا تذکرہ موجود ہے، تم غور و فکر سے کام نہیں لیتے"۔

آیت سن کر وہ چونک پڑے اور قرآن مجید میں اپنا تذکرہ تلاش کرنے لگے، آیتیں ان کی نظر سے گذرتی رہیں، کہیں ذکر تھا:

" وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور آخر شب میں استغفار کیا کرتے تھے، اور ان کے مال میں سائل اور محروم کا حق تھا"۔ (الذاریات)

کچھ لوگوں کا یہ حال درج تھا:۔

"ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں، وہ لوگ اپنے رب کو پکارتے ہیں، امید اور خوف سے اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں (حٰم السجدہ)

اور پھر کچھ ایسے کہ:۔

" وہ راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدے اور قیام میں لگے رہتے ہیں"۔ (الفرقان)

کچھ لوگوں کا یہ عالم کہ:۔

" وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ ان کو تنگی اور فاقہ ہو۔ (الحشر)

خدا کے مقبول بندوں کے اعلیٰ معیار کا جو نقشہ انہوں نے قرآن مجید میں دیکھا اور پھر اپنے کو ٹٹولا تو پکار اٹھے:۔ "خدایا! میں تو ان میں کہیں نظر نہیں آتا، میں تو اس معیار پر پورا نہیں اترتا"۔ انہوں نے اپنی تلاش جاری رکھی، تصویر کا دوسرا رخ سامنے آیا:۔

"جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کیا کرتے اور کہتے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے"۔

کچھ لوگوں کے بارے میں تھا:۔

"جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل منقبض ہو جاتے ہیں، اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر آتا ہے تو اس وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں"۔ (الزمر)

دوزخ میں داخل کچھ بدقسمتوں کے اعتراف کا ذکر تھا کہ:۔

"ہم نہ تو نماز پڑھتے تھے اور نہ غریب کو کھلایا کرتے تھے اور ہم باتیں بنانے والوں کے ساتھ خود بھی مشغول ہو جاتے تھے اور ہم آخرت کا انکار کرتے تھے، یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی"۔ (المدثر)

احنف نے کہا۔ "خدایا یہ بھی میری تصویر نہیں، میں ایسے لوگوں سے بیزار ہوں"۔ انہوں نے اپنی تلاش جاری رکھی اور آخرکار خدا کی کتاب میں اپنے کو پانے میں کامیابی حاصل کر لی۔

(مولانا اسحٰق جلیس ندوی)

ندوہ کے شب و روز

شعبان المعظم کے دوسرے عشرہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں سالانہ امتحان حسب معمول سکون و اطمینان کی فضا میں ختم ہوا اور گیارہ شوال تک کے لئے تعطیل کا اعلان ہو گیا اور طلبا ہنسی خوشی اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے مگر بیم و رجا کی حالت میں کہ نتیجہ امتحان کیا ہوتا ہے رمضان کے آخری عشرہ میں امتحان کے نتائج مکمل ہو گئے مجموعی طور پر نتیجہ اچھا رہا شعبان المعظم ہی سے جدید داخلوں کی درخواستیں آنی شروع ہو گئی تھیں جن کی تعداد ہزار کے قریب تھی مگر منتظمین کے لئے دشواری تھی کہ درجوں میں گنجائش نہ دارالاقامہ میں لہٰذا مجبوراً بہت سے تشنگان علم کی درخواستیں منظور نہ ہو سکیں

گیارہ شوال کو دارالعلوم کے لئے نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا قدیم و جدید دونوں ہی قسم کے طلبا کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا تقریباً دو ماہ کے سناٹے کے بعد دارالعلوم میں پھر سے چہل پہل شروع ہو گئی دو ہفتہ تک رکشوں اور تانگوں کی آواز سے دارالعلوم کی فضا گونجتی رہی دفتر اہتمام میں اور دارالعلوم کے کتبخانہ میں جہاں طلبا کا امتحان ہو رہا تھا ہجوم رہا رفتہ رفتہ ہجوم میں کمی ہوئی نظام الاوقات آویزاں کر دیا گیا اور پھر تعلیم کی ہماہمی شروع ہو گئی، صبح ساڑھے سات بجے گھنٹی بجتی ہے اور دارالاقاموں کی طرف سے طلبہ۔ طلبا کی ٹولیاں اور جھتے دارالعلوم کی پر وقار عمارت کی طرف رواں دواں نظر آتے ہیں پندرہ ہی منٹ کے بعد پہلا گھنٹہ شروع ہو جاتا ہے اور درسگاہ ہیں قال اللہ و قال الرسول کی صداؤں سے گونجنے لگتی ہیں رواق رحمانی میں اضافہ شدہ تین منزلہ عمارت کا زیریں حصہ مکمل ہو چکا اور طلبا اس میں رہنے لگے ہیں تاہم جگہ کی قلت ہے اور طلبا کو اب بھی مختلف ہالوں اور معہد کی بالائی منزل میں رکھنا پڑ رہا ہے مسجد کی توسیع کا کام بھی مکمل ہو گیا ہے پھر بھی مسجد تنگ ہو رہی ہے جمعہ کے دن تہ خانہ میں بھی نماز ہوتی ہے

تعلیم شروع ہونے اور تمام طلبہ کے آجانے کے بعد ناظم صاحب ندوۃ العلماء مولانا سید ابوالحسن علی میاں صاحب ندوی مدظلہ کی دردسوز سے بھری ہوئی تقریریں مختلف مناسبتوں سے ہوئیں جن میں طلبا کو ان کا مقام یاد دلایا گیا جسکا علامہ اقبال کے اس شعر میں ادا کیا جا سکتا ہو۔

ع تو مرد میداں تو میر لشکر
نوری حضور تیرے سپاہی

معتمد تعلیم مولانا عبداللہ عباس ندوی بھی شوال ہی میں حجاز مقدس سے آ گئے تھے اور ایک ماہ سے زیادہ وقت دارالعلوم میں گذار کر پھر بلد امین کو واپس تشریف لے گئے۔

تحفیظ القرآن کی زیر تعمیر عمارت کا کام بارش کی وجہ سے فی الحال رکا ہوا ہے اسٹاف کوارٹرس اور مجلس تحقیقات و نشریات کی عمارت کا کام جاری ہے اور یہ سارے ہی منصوبے اہل خیر حضرات کی توجہ کے محتاج ہیں۔

طلبہ کی النادی العربی اور انجمن الاصلاح کا بھی انتخاب ہو چکا اور انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے النادی العربی کے اراکین اور عہدیداران کی فہرست حسب ذیل ہے۔

محمد حشمت اللہ تخصص ادب سوم جنرل سکریٹری
محمد خالد کانپوری " " سکریٹری بزم خطابت
آفتاب عالم فضیلت دوم نائب
محمد اکرم " سکریٹری بزم ثقافت
محمد صابر حسین " نائب سکریٹری
محمد رضی الاسلام " سکریٹری بزم صحافت
وزیر احمد تخصص ادب دوم درجہ کے سکریٹری
ایوب کشمیری ہفتم عربی سکریٹری مکتبۃ الرائد
بشیر الدین فضیلت اول درجہ کے سکریٹری
احمد فہمی زمزم ہشتم عربی (ب) " "
شہاب الدین " " "
بہاء الدین ہفتم عربی " "
ہارون رشید ہشتم ادب " "
رشید احمد ششم عربی درجہ کے سکریٹری
کمال اختر پنجم " "
انتخاب عالم چہارم " "
سید حبیب احمد سوم " "
ادریس المہاجر ششم " "

انجمن الاصلاح کے عہدیداران و اراکین کی فہرست۔

(۱)	نائب صدر	آفتاب عالم اعظمی
(۲)	ناظم	محمد اسحاق حسینی
(۳)	نائب ناظم	اسعد اللہ بریلوی
(۴)	محاسب	وزیر احمد اعظمی
(۵)	معتمد بزم خطابت	بشیر الدین آسامی
(۶)	معتمد بزم سلیمانی	محمد حسین رانچوی
(۷)	معتمد بزم صحافت	محمد رضی الاسلام
(۸)	معتمد مالیات	صابر عالم
(۹)	معتمد دارالکتب	محمد اختر
(۱۰)	معتمد دارالاخبار	محمد اقبال
(۱۱)	اراکین	نصیر احمد
		معتمد بزم ثقافت
(۱۲)		اکبر شریف
(۱۳)		شمس الدین
(۱۴)		نثار احمد اعظمی
(۱۵)		وثیق الرحمٰن
(۱۶)		نفیس احمد
(۱۷)		عبدالقیوم
(۱۸)		ریحان عالم

مجلس مذاکرہ علمیہ۔ کلیۃ الشریعۃ ندوۃ العلماء

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے شعبہ کلیۃ الشریعۃ واصول الدین کی طرف سے، وکیل کلیۃ الشریعۃ واصول الدین مولانا ابوالعرفان صاحب ندوی کی صدارت میں بروز جمعرات ۲۷ ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ کو المعہد العالی للدعوۃ والفکر الاسلامی کے قاعۃ المحاضرات میں ماہانہ مجلس مذاکرہ علمیہ منعقد کی گئی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا، تلاوت کے بعد سکریٹری کلیۃ الشریعۃ مولانا سلمان حسینی ندوی نے اس ماہانہ مذاکرہ علمیہ کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس مبارک سلسلہ کا آغاز گذشتہ سال حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی صدارت میں ہوا تھا اس وقت تین مقالے پیش کئے گئے تھے، جن کو لوگوں نے بہت پسند کیا، اور اس مجلس کی اہمیت و افادیت کا اعتراف کیا مولانا نے فرمایا کہ گذشتہ سال صرف ایک جلسہ منعقد ہو سکا تھا، اس سال ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ ہر ماہ ایک پروگرام ہو تاکہ یہ مجلس مفید ہو جائے

اس کے بعد وکیل کلیۃ الشریعۃ و اصول الدین مولانا ابوالعرفان صاحب ندوی نے امام غزالی کی معرکۃ الآراء کتاب فیصل التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ پر تقریر فرمایا۔

مولانا نے فرمایا کہ امام غزالی کے تین عظیم الشان کارنامے ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ امام غزالی کے زمانہ میں فقہاء (علماء) اور صوفیہ میں زبردست خلیج حائل تھی، امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم کے ذریعہ (جو اسلامیات پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے) تصوف کو علم کے ساتھ ملانے کی نہایت کامیاب کوشش کی، اگرچہ امام غزالی سے پہلے امام قشیری نے جو ایک بہت بڑے اشعری عالم ہیں یہ کوشش اپنے رسالہ قشیریہ میں کی تھی جسے صوفیہ کے نزدیک بنیادی اہمیت حاصل ہے امام غزالی نے جس وسعت کے ساتھ یہ علمی خدمات انجام دی وہ ان سے پہلے کسی کے حصہ میں نہیں آئی۔

امام غزالی کا دوسرا عظیم کارنامہ یہ ہے کہ بوعلی سینا و فارابی کے بعد یونان کی سرپرستی میں فلسفہ نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا تھا اور ان کی عقلوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ ضرورت تھی کہ اس فتنہ کا علمیت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے، اسکا ضرورت کے پیش نظر امام غزالی نے علماء سے اس الزام کو دور کرنے کے لئے کہ علماء فلسفہ سے واقف نہیں ہیں مقاصد الفلاسفہ لکھی ہے اس کے بعد تہافۃ الفلاسفہ لکھ کر اس نمائشی قلعہ کو متزلزل کر دیا۔

اور ان کا تیسرا کارنامہ ان کی کتاب فیصل التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ ہے اور یہی کتاب آج کی مجلس میں زیر موضوع ہے، مولانا نے فرمایا کہ امام غزالی پہلے شخص ہیں جنہوں نے کفر و اسلام کے درمیان

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

سوال۔ عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نفل نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ عیدین کی نماز سے پہلے مطلقاً اور عیدین کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے در مختار میں ہے۔ ولا یتنفل قبلها مطلقا وكذا لا يتنفل بعدها في مصلاها فانه مكروه عند العامة۔ عیدین کی نماز سے قبل مطلقاً نماز نہ پڑھے (یعنی نہ عیدگاہ میں اور نہ اسکے علاوہ دوسری جگہ پر) اور اسی طرح عیدین (کی نماز) کے بعد عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھے، کہ یہ اکثر کے نزدیک مکروہ ہے۔

سوال۔ اگر کوئی شخص عیدین کی نماز میں ایسے وقت میں شریک ہو کہ امام تکبیرات سے کہہ کر فراغت کر چکا ہے تو اب کیا کرے؟

جواب۔ اگر کوئی شخص عیدین کی نماز میں قیام میں آکر شریک ہوا ہو تو فوراً نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرات شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہنے کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے اس کے بعد رکوع میں جائے ورنہ نیت باندھنے کے بعد رکوع میں چلا جائے اور وہاں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر پوری تکبیریں کہنے سے پہلے امام سر اٹھائے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اب بقیہ تکبیریں اسے معاف ہیں۔

سوال۔ اگر کسی کی ایک رکعت عیدین کی نماز میں چھوٹ جائے تو جب وہ اسکو ادا کرے گا تو کس طرح ادا کرے۔

جواب۔ اگر کسی کی ایک رکعت عیدین کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کریگا تو پہلے قرات کرے اس کے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہیے تھا، لیکن چونکہ اس طرح سے دونوں رکعتوں کی قرات میں تکبیر فاصل ہوتی ہے اور یہ کسی کا مذہب نہیں ہے اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا ہے۔

سوال۔ ایک شخص نے قربانی کے لائق ایک جانور خریدا اور پھر وہ عیب دار ہو گیا اب اسے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ اگر کوئی مالدار (جس پر قربانی فرض ہے) قربانی کیلئے ایک جانور خریدے اور پھر وہ عیب دار ہو جائے تو اسکو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا ہوگی اور اگر کوئی غریب (یعنی جس پر قربانی فرض نہیں ہے) قربانی کے لئے کوئی جانور خریدے اور وہ عیب دار ہو جائے تو وہ اسی جانور کی قربانی کرے دوسرے بے عیب جانور خریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال۔ کیا قریۂ صغیرہ (چھوٹا گاؤں) جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز نہیں ہوتی ہے وہاں بعد نماز فجر قربانی کرنا درست ہے؟

جواب۔ قریۂ صغیرہ جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز درست نہیں ہے وہاں بعد نماز (عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے) قربانی کرنا درست ہے اور قریۂ کبیرہ اور امصار جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز ہوتی ہے وہاں قربانی عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد ہوگی اس سے پہلے ممنوع ہے۔

سوال۔ جانور کی قربانی کے بعد اگر بچہ نکلے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔

جواب۔ اگر بچہ زندہ نکلے تو اسکو بھی ذبح کرے اور اگر مردہ نکلے تو اسے استعمال میں نہیں لا سکتے ہیں فان خرج من بطنها حيا فالعامة انه يفعل به ما يفعل بالام شامی ۲۸۱ھ

سوال۔ قربانی سے پہلے جانور جس قربانی کے لئے متعین کر دیا گیا اسکا دودھ یا اسکے بالوں کو کاٹ کر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب۔ قربانی سے پہلے جانور جس کو قربانی کے لئے متعین کر دیا گیا ہو اسکے دودھ یا اس کے بال کا استعمال کرنا درست نہیں بلکہ صدقہ کر دینا لازم ہے، ہاں قربانی کے بعد اسکے بالوں اور تھنوں سے نکلے ہوئے دودھ کو استعمال کرنا درست ہے کیونکہ جس طرح سے اسکے گوشت کو استعمال کر سکتے ہیں اسی طرح سے اسکے بال اور دودھ کو استعمال کر سکتے ہیں۔

سوال۔ بکرا یا بکری، مینڈھا یا دنبہ کی قربانی کتنی عمر میں جائز ہو سکتی ہے

جواب۔ بکرا یا بکری ایک برس سے کم ہو تو قربانی درست نہیں البتہ مینڈھا یا دنبہ آٹھ دس ماہ کا بھی ہو بشرطیکہ اتنا تندرست ہو کہ ایک برس کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی بھی قربانی جائز ہے۔

سوال۔ بھینس یا اونٹ کی قربانی میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

جواب۔ بھینس یا اونٹ کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اپنے متعلقین ہوں یا غیر متعلقین اگر اپنے بھائی وغیرہ ایک گھر کے رہنے والے ہیں تو تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے مگر جب وہ آپس میں تقسیم کریں گے تو پھر وزن کرنا ہوگا اندازے سے تقسیم کرنا درست نہیں اس کے بعد اختیار ہے چاہے خود کھا دیں یا دوسروں کو کھلا دیں، بہتر طریقہ یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک اپنے لئے رکھے، ایک احباب کو تقسیم کرے اور ایک فقراء کو تقسیم کر دے۔

سوال۔ غیر مسلموں کو قربانی کا گوشت دینا کیسا ہے۔

جواب۔ کافر کو قربانی کا اور عقیقہ کا گوشت دینا درست ہے۔

سوال۔ کیا فقیر پر بھی کبھی قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

جواب۔ ہاں اگر فقیر قربانی کرنے کی نیت سے جانور خرید لے یا قربانی کرنے کی نذر مان لے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ ۲۴۴ھ عالمگیری

بقیہ احسان ص۲

احسان کا عموم حدیث کے پہلے جملے سے ظاہر ہے قتل اور ذبح کا تذکرہ بطور مثال ہے جس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ جب ان کاموں میں بھی احسان مطلوب ہے تو دوسرے کاموں میں تو بدرجہ اولیٰ مطلوب ہوگا اسی چیز کا دوسرا نام اسلامی تہذیب و شائستگی ہے کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، بیع و شریٰ، نکاح و طلاق وغیرہ زندگی کے ہر کام کا شریعت نے ایک خاص سلیقہ سکھایا ہے اور ہر چیز میں تہذیب شائستگی اور احسان و خوبی کی تعلیم دی ہے۔

بقیہ ص ۶

اللہ کے دوست یہ تمہاری منزل ہے، یہ صلہ ہے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: خدا کی قسم اس وقت اس مومن بندے کو ایسی خوشی حاصل ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی، پھر اس سے کہا جائے گا اپنے نیچے دیکھو، وہ نیچے دیکھے گا تو جہنم کا دروازہ کھلا ہوا نظر آئے گا۔ اور وہ دونوں فرشتے کہیں گے تم آخری خطرے سے نکل گئے۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس وقت اس نیک بندے کو ایسی خوشی حاصل ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

مطالعہ کی میز پر

تبصرہ کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں

شمس الحق ندوی

عرب و دیار ہند

مصنف .... مولانا خواجہ بہاء الدین اکرمی ندوی
سائز .... ۱۸×۲۲/۸ صفحات ۴۷۲
قیمت .... ۲۵ روپیہ
پتہ .... دار السلام نوایت کالونی بھٹکل

عرب و ہند کے تعلقات پر معلومات افزا کتاب ہے بعد از اسلام عرب سے آنے والے مختلف خاندانوں کے متعلق سیر حاصل بحث کی گئی ہے کتاب کے مقدمہ میں مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی مدظلہ لکھتے ہیں "واقعہ یہ ہے کہ سمندر کی موجوں اور دریاؤں کے سیلابوں کی طرح اس ملک میں عرب کے نجیب و نجیب، ذکی و جری، روشن دل اور روشن دماغ، پر جوش و محنت کوش، خدا پرست و انسان دوست خاندان آئے اور انہوں نے اس ملک کے ثقافتی و تہذیبی، علمی و اخلاقی، سیاسی و انتظامی ڈھانچہ میں جو خون کی کمی سے عرصہ سے نڈھال ہو رہا تھا تازہ اور گرم خون دوڑا دیا، یہاں علم و فن ذہانت و جودت طبع نے انگڑائی لی۔ درس و تدریس تصنیف و تالیف، بحث و تحقیق کے نئے میدان سامنے آگئے خلائق دوستی اور انسان ہمدردی کے نئے نئے تجربے شروع ہوئے ویرانے آباد ہوئے ملک کے گوشے گوشے میں مسجدیں اور مدرسے قائم ہوئے دشت و جبل اذان کی صداؤں سے اور در و دیوار قال اللہ و قال الرسول کے نغموں سے گونجنے لگے"۔

کتاب میں اس اجمال و حسن بیان کی مفصل و حسین تصویر پیش کی گئی ہے، مصنف اگرچہ ایسے علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں جہاں اردو زبان کا چلن نہیں ہے مگر اس کے باوجود کتاب کی زبان شستہ و رواں ہے خال خال ہی کوئی لفظ ایسا ملتا ہے جس سے زبان کی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔

مولانا سید ابوالحسن ندوی کتاب کی اہمیت پر اظہار خیال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "انہوں نے اسی موضوع پر موجودہ مطبوعہ سرمایہ کا پورا جائزہ لیا عربی و فارسی کی قدیم قلمی کتابوں اور مخطوطات کو بھی دیکھا اور جہاں ان کو کوئی کام کی بات ملی اس سے فائدہ اٹھایا ساتھ ہی انہوں نے شمالی ہند کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور وہاں کے بعض عربی النسل خاندانوں کو جن کی تاریخ تک رسائی بھی ممکن تھی اپنے احاطۂ تحریر میں لینے کی کوشش کی، یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے چیونٹوں کے منہ سے شکر کے دانے جمع کئے اور اس سے انہوں نے شکر کا ایک انبار لگا دیا"۔

کتاب میں مولانا سید سلیمان ندویؒ کی کتاب "عرب و ہند کے تعلقات" سے پورا فائدہ اٹھایا گیا ہے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سید صاحب کی کتاب نے مصنف کو نشان راہ کا کام دیا ہے۔

تاریخ اسلام کی شاہکار کتاب
"عرب و دیار ہند"

مصنف:۔ مولانا خواجہ بہاء الدین صاحب اکرمی ندوی
مقدمہ:۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے چیونٹیوں کے منہ سے شکر کے دانے جمع کئے اور اس سے انہوں نے شکر کا ایک انبار لگا دیا جس کو عربوں کی مناسبت سے اگر ہم گنج شکر کہیں تو بجا ہوگا۔
یہ کہنا صحیح ہوگا کہ انہوں نے کتاب کے پڑھنے والوں کو ایک ہرے بھرے نخلستان میں پہنچا دیا جس کے میٹھے اور رسیلے رطب سے ہر ایک اپنا دامن بھر سکتا ہے یہ کام دوسروں کے حق میں کچھ بھی ہو مگر ان کے حق میں ضرور ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے کہ انہوں نے اس سے اپنے خاندان اپنی قوم اور اپنے وطن ہی کی خدمت انجام نہیں دی بلکہ علم دین اور ملک و ملت کی بھی خدمت انجام دی ہے ۔۔۔۔ یہ کتاب اپنے ناظرین کے لئے نہ صرف چشم کشا و معلومات افزا ہوگی بلکہ حوصلہ انگیز اور ہمت افزا بھی ہوگی۔

ماخوذ از "مقدمہ"

سائز کراؤن صفحات ۴۷۲ قیمت ۲۵ روپیہ

ملنے کا پتہ:۔
(۱) دار السلام نوایت کالونی بھٹکل ۵۸۱۳۲۰
(۲) مکتبہ دار العلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

قدرتی معدنیات اور پیداوار میں مسلم ممالک کا حصہ

دنیا کی تمام معدنیات اور پیداوار میں اس وقت مسلمانوں کا فیصد حصہ کس قدر ہے ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ [illegible]

۱۔ کھجور	۹۳ فیصد	۶۔ فاسفورس	۵۱ فیصد
۲۔ پیٹرولیم	۶۳ فیصد	۷۔ جیوٹ	۴۰ فیصد
۳۔ ربڑ	۷۰ فیصد	۸۔ یورینیم	۳۸ فیصد
۴۔ ٹن	۵۴ فیصد	۹۔ مصالحے	۳۶ فیصد
۵۔ قدرتی گیس	۵۱ فیصد	۱۰۔ کھوپرا (ناریل)	۳۳ فیصد
		۱۱۔ تمباکو	۳۰ فیصد
		۱۲۔ چاول	۱۹ فیصد
		۱۳۔ [illegible]	۱۶ فیصد
		۱۴۔ گندم	۱۵ فیصد
		۱۵۔ باکسائیٹ	۱۳ فیصد